بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

جلد 69

شمارہ 38

ایڈیٹر منصور احمد

نائب تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ سالانہ 700 روپے

بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

28 محرّم 1442 ہجری قمری • 17 تبوک 1399 ہجری شمسی • 17 ستمبر 2020ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا (النساء:70)

ترجمہ: اور جو بھی اللہ کی اور اِس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جواُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11 ستمبر 2020 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا کمال یہاں تک ہے کہ اگر کوئی بڑھیا بھی آپؐ کا ہاتھ پکڑتی تھی تو آپؐ کھڑے ہوجاتے اور اس کی باتوں کونہایت توجہ سے سنتے اور جب تک وہ خود آپؐ کو نہ چھوڑتی، آپؐ نہ چھوڑتے تھے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار و برکات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت جس قدر بعض مقامات پر فروتنی اور انکساری میں کمال پر پہنچی ہوئی نظر آتی ہے۔ وہاں معلوم ہوتا ہے کہ اسی قدر آپؐ رُوح القدس کی تائید اور روشنی سے مؤید اور منور ہیں۔ جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی اور فعلی حالت سے دکھایا ہے یہاں تک کہ آپؐ کے انوار و برکات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ ابدالآباد تک اسی کا نمونہ اور ظل نظر آتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی جو کچھ خدا تعالیٰ کا فیض اور فضل نازل ہو رہا ہے وہ آپؐ ہی کی اطاعت اور آپؐ ہی کی اتباع سے ملتا ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہوسکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیۂ نفس پر ملتے ہیں، جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کھویا نہ جائے اور اس کا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:32) اور خدا تعالیٰ کے اس دعویٰ کی عملی اور زندہ دلیل مَیں ہوں۔ ان نشانات کے ساتھ جو خدا تعالیٰ کے محبوبوں اور ولیوں کے قرآن شریف میں مقرر ہیں مجھے شناخت کرو۔ غرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا کمال یہاں تک ہے کہ اگر کوئی بڑھیا بھی آپؐ کا ہاتھ پکڑتی تھی تو آپؐ کھڑے ہوجاتے اور اس کی باتوں کو نہایت توجہ سے سنتے اور جب تک وہ خود آپؐ کو نہ چھوڑتی، آپؐ نہ چھوڑتے تھے۔

(ملفوظات، جلد1، صفحہ 188 تا 189، مطبوعہ قادیان 2018ء)

......☆......☆......☆......

تمہیں یہ تہیہ کرلینا چاہئے کہ کوئی خوبی ایسی نہ ہو جس میں دوسرا ہم سے آگے نکل جائے

وَلِکُلٍّ وِّجۡہَۃٌ ہُوَ مُوَلِّیۡہَا فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ (سورۃ البقرہ آیت 149) کی تفسیر میں سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’دنیا میں ہر شخص کا ایک مطمح نظر ہوتا ہے کسی کو کھانے پینے کا شوق ہوتا ہے کسی کو عیش وعشرت کا شوق ہوتا ہے۔ کسی کو تجارت کا شوق ہوتا ہے۔ کسی کو اچھے لباس کا شوق ہوتا ہے کسی کو غیبت اور بدگوئی کا شوق ہوتا ہے۔ کسی کو لڑائی جھگڑے کا شوق ہوتا ہے۔ غرض کوئی انسان نہیں جس نے اپنے لئے کسی نہ کسی چیز کے حصول کو اپنا مقصد قرار نہ دیا ہوا ہو۔ غریب سے غریب اور جاہل سے جاہل بھی اپنے سامنے کوئی نہ کوئی مقصد رکھتا ہے کسی کا مقصد چودھرایت حاصل کرنا ہوتا ہے کسی کا مقصد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا ہوتا ہے کسی کا مقصد سیاسی اقتدار حاصل کرنا ہوتا ہے۔ فرماتا ہے کہ جب کوئی نہ کوئی مقصد ہر انسان کے سامنے ہوتا ہے تو پھر تم وہ بات کیوں نہ کرو جس میں سب اچھی باتیں آجائیں۔ تمہیں یہ تہیہ کرلینا چاہیے کہ کوئی خوبی ایسی نہ ہو جس میں دوسرا ہم سے آگے نکل جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا آپس میں جھگڑا ہوگیا۔ جب وہ جُدا ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو افسوس ہوا آپ اِس خیال سے کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی اور ذریعہ سے اس کی خبر ہوئی تو آپ کو تکلیف ہوگی فوراً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آج ابوبکرؓ سے میرا جھگڑا ہوگیا تھا جس کا مجھے افسوس ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات سن کر غصہ آگیا اور آپ نے فرمایا تم لوگ کیوں اُسے تکلیف دینے سے باز نہیں آتے جب تم لوگ اسلام کا مقابلہ کررہے تھے تو وہ مجھ پر ایمان لایا تھا اور اس نے میرا ساتھ دیا تھا حضرت عمرؓ ابھی معذرت ہی کررہے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ کو بھی خیال آیا کہ شاید حضرت عمرؓ میرے متعلق کوئی ایسی بات نہ کردیں جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ناراض ہوں اس لئے وہ بھی دوڑ کر آئے کہ میں چل کر حقیقت حال بتاؤں کہ میرا نہیں بلکہ عمرؓ کا قصور تھا۔ مگر جونہی آپ دروازہ پر داخل ہوئے آپ نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ معذرت کررہے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ناراض ہو رہے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اُسی وقت دوزانو ہوکر بیٹھ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ قصور میرا ہی تھا۔ عمر کا قصور نہیں تھا۔ اس طرح آپ نے حضرت عمرؓ پر سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کو دُور کرنے کی کوشش کی۔ یہ تھی اُن کی نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی رُوح کہ قصور حضرت عمرؓ کا ہے مگر معافی حضرت ابوبکرؓ مانگ رہے ہیں تا کہ حضرت عمرؓ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض نہ ہوں۔

درحقیقت اسلام اور دوسرے مذاہب میں جہاں اور بہت سے امتیازات ہیں جو اُس کی فضیلت کو نمایاں طور پر ثابت کرتے ہیں وہاں ایک بہت بڑا فرق یہ بھی ہے کہ دوسرے مذاہب صرف نیکی کی طرف بلاتے ہیں مگر اسلام استباق کی طرف بلاتا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر، جلد2، صفحہ 254 تا 255، مطبوعہ قادیان 2010ء)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

☆ حضرت جابرؓ بن سمرہ سے روایت ہے کہ حضرت سعدؓ کہتے تھے کہ مَیں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرح ہی ظہر عصر کی نماز پڑھایا کرتا تھا۔ مَیں آپؐ کی نماز سے ذرہ بھی فرق نہیں کرتا تھا۔ پہلی دو رکعتوں کو لمبی کرتا اور پچھلی دو رکعتوں کو ہلکی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا آپؐ کے متعلق یہی خیال ہے۔

نوٹ: سعدؓ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ آپ کوفہ کے گورنر تھے، آپؓ پر یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ آپؓ دو رکعتیں لمبی پڑھاتے ہیں اور باقی دو چھوٹی۔ آپ نے فرمایا کہ میں انہیں رسول اللہؐ کی نماز کی طرح ہی نماز پڑھاتا ہوں۔

(صحیح بخاری، جلد2، کتاب الاذان، باب وجوب القراءۃ للامام والماموم فی الصلوات کلھا فی الحضر والسفر، مطبوعہ قادیان 2006ء)

☆ حضرت عبد اللہؓ بن ابی قتادہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ پہلی رکعت میں (قرأت) لمبی کرتے اور دوسری میں چھوٹی اور کبھی کبھی کوئی آیت ہم کو سنا بھی دیتے اور عصر میں بھی سورہ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھا کرتے تھے (پہلی رکعت میں (قرأت) لمبی کرتے) اور آپؐ نماز صبح کی پہلی رکعت میں بھی (قرأت) لمبی کرتے تھے اور دوسری میں چھوٹی۔ (صحیح بخاری، جلد2، کتاب الاذان، القراءۃ فی الظہر، مطبوعہ قادیان 2006ء)

اس شمارہ میں

- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
- خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اگست 2020ء (مکمل متن)
- سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از نبیوں کا سردار)
- سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
- اختتامی خطاب حضور انور جلسہ سالانہ بلجیم 2004
- اختتامی خطاب حضور انور جلسہ سالانہ قادیان 2013
- خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب
- خلاصہ خطبہ جمعہ | وصایا

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی الْعَالَمِ ✡ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

کتاب سُرمہ چشم آریہ کا ردّ لکھنے پر پانچ سو رُوپے کا پُرشوکت انعامی چیلنج

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب سُرمہ چشم آریہ کے صفحہ 321 پر اِس کتاب کا ردّ لکھنے پر پانچ سو روپے کے نہایت پُرشوکت انعامی چیلنج کا اشتہار شائع فرمایا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :

”یہ کتاب یعنی سرمہ چشم آریہ بتقریب مباحثہ لالہ مرلیدھر صاحب ڈرائینگ ماسٹر ہوشیار پور جو عقائد باطلہ وید کی بکلّی بیخ کنی کرتی ہے اس دعویٰ اور یقین سے لکھی گئی ہے کہ کوئی آریہ اس کتاب کا ردّ نہیں کرسکتا کیونکہ سچ کے مقابل پر جھوٹ کی کچھ پیش نہیں جاتی اور اگر کوئی آریہ صاحب ان تمام وید کے اصولوں اور اعتقادوں کو جو اس کتاب میں ردّ کئے گئے ہیں سچ سمجھتا ہے اور اب بھی وید اور اسکے ایسے اصولوں کو ایشر کرت ہی خیال کرتا ہے تو اسکو اسی ایشر کی قسم ہے کہ اس کتاب کا ردّ لکھ کر دکھلاوے اور پانسو روپیہ انعام پاوے۔ یہ پانسو روپیہ بعد تصدیق کسی ثالث کے جو کوئی پادری یا برہمو صاحب ہونگے دیا جائے گا اور ہمیں یاں تک منظور ہے کہ اگر منشی جیونداس صاحب سیکرٹری آریہ سماج لاہور جو اس گردونواح کے آریہ صاحبوں کی نسبت سلیم الطبع اور معزز اور شریف آدمی ہیں بعد ردّ چھپ جانے اور عام طور پر شائع ہوجانے کے مجمع عام علماء مسلمانوں اور آریوں اور معزز عیسائیوں وغیرہ میں معہ اپنے عزیز فرزندوں کے حاضر ہوں اور پھر اٹھ کر قسم کھالیں کہ ہاں میرے دل نے بہ یقین کامل قبول کرلیا ہے کہ سب اعتراضات رسالہ سرمہ چشم آریہ جن کو میں نے اوّل سے آخر تک بغور دیکھ لیا ہے اور خوب توجہ کر کے سمجھ لیا ہے، اس تحریر سے ردّ ہو گئے ہیں اور اگر میں دلی اطمینان اور پوری سچائی سے یہ بات نہیں کہتا تو اسکا ضرر اور وبال اسی دنیا میں مجھ پر اور میری اسی اولاد پر جو اس وقت حاضر ہے پڑے۔ تو بعد ایسی قسم کھالینے کے صرف منشی صاحب موصوف کی شہادت سے پانسو روپیہ نقد ردّ کنندہ کو اسی مجمع میں بطور انعام دیا جائیگا۔ اور اگر منشی صاحب موصوف عرصہ ایک سال تک ایسی قسم کے بداثر سے محفوظ رہے تو آریوں کیلئے بلاشبہ یہ حجت ہوگی کہ صاحب موصوف نے اپنی دلی صداقت سے اپنے علم اور فہم کے مطابق قسم کھائی تھی۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔“

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گرچیکہ چیلنج کو بالکل کھلا رکھا کہ کوئی بھی آریہ یا ہندو اس کا ردّ لکھ کر دکھا دے لیکن ظاہر ہے کہ لالہ مُرلیدھر صاحب کو سب سے پہلے اس چیلنج کا جواب دینا چاہئے تھا کیونکہ یہی صاحب مباحثہ کیلئے بڑے شوق سے خود چل کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس تشریف لائے تھے۔ لیکن جو شخص مباحثہ کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اعتراض کا بھی جواب نہ دے سکا وہ بھلا پوری کتاب کا ردّ کیونکر لکھ سکتا تھا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِسی کتاب میں اور بھی کئی چیلنج لالہ صاحب کو دیئے اور مقابلہ کی دعوت دی نیز نشان دکھانے کا بھی وعدہ فرمایا تا کہ جس طرح بھی لالہ صاحب راضی ہوں اُن کو اسلام کی صداقت دکھائی جائے لیکن لالہ صاحب نے نہ تو کوئی چیلنج قبول کیا، نہ نشان دیکھنے کے لئے راضی ہوئے۔ تو جو شخص ہلکے اور چھوٹے چیلنج کو قبول نہ کرسکا وہ اس قدر بھاری اور پُرشوکت چیلنج کو کیونکر قبول کرسکتا تھا۔ دراصل لالہ صاحب کی نیت ہی حق کی جستجو کی نہ تھی وہ تو صرف اسلام پر اعتراض کرنے آئے تھے۔ نہ تو لالہ صاحب نے اور نہ کسی اَور نے سُرمہ چشم آریہ کا ردّ لکھنے کی جرأت کی۔ ذیل میں ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ دلائل درج کرتے ہیں جن کے ردّ کا آپ نے مطالبہ فرمایا ہے اور جس کیلئے آپؑ نے پانچ سو روپے کا انعام رکھا۔

آریوں کو تو قانون قدرت کا نام بھی نہیں لینا چاہئے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : اَے حضرات آریہ صاحبان اگر تمام جہان قانون قدرت کا قائل ہوجائے پھر بھی آپ لوگوں کو قائل ہونے کی کوئی سبیل نہیں کیونکہ...... آپ لوگوں کا اواگون خدائے تعالیٰ کے قانون قدرت کا ضد پڑا ہوا ہے اور ضد بھی ایسی ضد کہ ایک کے ماننے سے دوسرا قائم نہیں رہ سکتا کیونکہ اگر خدائے تعالیٰ کے قادرانہ تصرفات کو تسلیم کیا جائے اور یہ مان لیا جائے کہ اس نے تمام اجرام علوی اور اجسام سفلی کو اپنی قدرت ربوبیت سے پیدا کر کے اجزائے عالم کو باہم انضباط بخشا ہے اور محض اپنی قدرت کاملہ سے اور خاص اپنے ہی ارادہ اور مشیت سے تمام چیزوں مادی و غیر مادی کو ایک پر حکمت سلسلہ انتظام میں خود اپنی حکیمانہ مصلحت سے منسلک کیا ہے تو یہی مان لینا جس کا نام دوسرے لفظوں میں قانون قدرت ہے آپ کے اصول تناسخ کی بیخ کنی کرتا ہے وجہ یہ کہ آپ کا مسئلہ تناسخ اس بنا پر کھڑا کیا ہے کہ یہ ترتیب عالم جو بالفعل موجود ہے پرمیشر کے ارادہ اور قدرت سے نہیں اور نہ اس کی حکمت اور مصلحت سے بلکہ گنہگاروں کے گناہ نے یہ مختلف صورتوں کی چیزیں پیدا کردی ہیں جس میں پرمیشر کا ذرا دخل نہیں۔ (سُرمہ چشم آریہ رُوحانی خزائن جلد 2 صفحہ 132-133)

تناسخ سے حلال حرام میں گڑبڑ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : اگر مسئلہ تناسخ صحیح ہے تو اسکے رُو سے ممکن ہے کہ کسی شخص کی والدہ یا دختر یا حقیقی بہن یا دادی یا نانی مرنے کے بعد کسی عورت کی جون میں پڑ کر پھر اسی شخص کے نکاح میں آجائے جس کی ماں یا لڑکی ہے اور دنیا جو ایک ظلمت گاہ اور بے تمیزی کی جگہ ہے اس میں کون آکر خبر دے سکتا ہے کہ اَے بھلے مانس اس سے شادی مت کر یہ تو تیری ماں یا بہن یا دادی یا نانی ہے۔ سو سوچ کر دیکھ لینا چاہئے کہ اس اواگون کے مسئلہ نے صرف آپ کے پرمیشر کی عزت پر ہی ہاتھ نہ ڈالا بلکہ ایسے ایسے ضرر بھی اس میں موجود ہیں۔ (ایضاً صفحہ 137)

جوڑنا جاڑنا پیدا کرنے کی نسبت ایک ناکارہ کام ہے

آریوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارواح واجسام کا پیدا کرنیوالا نہیں ہے وہ صرف ارواح واجسام کو جوڑتا ہے۔ اس ضمن میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : ”میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا بڑا بھارا کام پیدا کرنا ہے یا جوڑنا؟ ظاہر ہے کہ پیدا کرنا ہی بڑا بھارا کام ہے سو جب آپ لوگوں کی عقل عجیب نے اس بات کو روا رکھ لیا کہ تمام ارواح و مواد معہ جمیع خواص وعجائبات اپنے کے بغیر پیدا کرنے کسی پیدا کنندہ کے خودبخود قدیم سے ہیں تو آپ پر لازم آتا ہے کہ آپ بعض اشیاء کا بعض سے خودبخود جوڑے جانا بھی روا رکھ لیں کیونکہ جوڑنا جاڑنا اصل ایجاد اشیاء کی نسبت ایک ناکارہ کام ہے سو وہ بوجہ اولیٰ خودبخود ہونا چاہئے۔“ (ایضاً صفحہ 204)

عمدہ اور اعلیٰ کام تو خودبخود مگر ادنیٰ اور ناکارہ کام پرمیشر کے ہاتھ سے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : جس قدر ارواح میں عجائب وغرائب خواص بھرے ہوئے ہیں وہ صرف جوڑنے جاڑنے سے پیدا نہیں ہوسکتے۔ مثلاً روحوں میں ایک قوت کشفی ہے جس سے وہ پوشیدہ باتوں کو بعد مجاہدات دریافت کرسکتے ہیں اور ایک قوت ان میں عقلی ہے جس سے وہ امور عقلیہ کو معلوم کرسکتے ہیں۔ ایسا ہی ایک قوت محبت بھی ان میں پائی جاتی ہے جس سے وہ خدائے تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں اگر ان تمام قوتوں کو خودبخود بغیر ایجاد کسی موجد کی مان لیا جائے تو پرمیشر کی اس میں بڑی ہتک عزت ہے گویا یہ کہنا پڑے گا کہ جو عمدہ اور اعلیٰ کام تھا وہ تو خودبخود ہے اور جو ادنیٰ اور ناقص کام تھا وہ پرمیشر کے ہاتھ سے ہوا ہے۔ (ایضاً صفحہ 140)

ہر ایک رُوح پرمیشر کو عبادت سے جواب دے سکتی ہے

ہر یک روح اسکو جواب دے سکتی ہے کہ جس حالت میں تم نے مجھے پیدا ہی نہیں کیا اور نہ میری طاقتوں اور قوتوں اور استعدادوں کو تم نے بنایا تو پھر آپ کس استحقاق سے مجھ سے اپنی پرستش چاہتے ہیں۔ (ایضاً صفحہ 140)

پرمیشر کو رُوحوں کی کنہ اور کیفیت کا پورا پورا علم نہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : ہندوؤں کا پرمیشر جو روحوں کو بنا نہیں سکتا تو اس عجز اور ناتوانی کی درحقیقت یہی وجہ ہے کہ وہ علمِ کیفیتِ ارواح اور ان کے خواص سے بالکل بے بہرہ ہے...... ایک چیز کا پیدا کرلینا اور اس چیز کی حقیقت کامل طور پر جان لینا درحقیقت لازم ملزوم پڑا ہوا ہے بلکہ اگر زیادہ تر غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ انتہائی درجہ کا کامل علم اور پیدا کرلینا درحقیقت ایک ہی بات ہے۔ (ایضاً صفحہ 230-231)

بسبب ناقص علم کے پرمیشر ارواح واجسام کے جوڑنے کا بھی اہل نہیں

آریہ کہتے ہیں ارواح واجسام کا جوڑنا ہی پرمیشر ہونے کیلئے کافی ہے؟ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :

میں کہتا ہوں کہ ایسا نالائق پرمیشر ہرگز جوڑنے پر بھی قادر نہیں ہوسکتا۔ اگر روحوں کی حقیقت کا اسکو پورا پورا علم ہوتا تو وہ بے شک انکو بنا سکتا کیونکہ ایک چیز کا پورا پورا علم ہونا اسکے بنانے کو مستلزم ہے اور جبکہ وہ روحوں کے بنانے پر قادر نہیں تو اس سے صاف ثابت ہے کہ اسکو روحوں کے خواص اور باطنی قوتوں اور کیفیتوں کا پورا پورا علم بھی نہیں اور جبکہ علم کامل نہیں تو ایسے ادھورے اور ناقص علم سے وہ جوڑنے جاڑنے پر کیونکر قادر ہوسکتا ہے اگر کوئی ثبوت ہے تو پیش کرنا چاہئے۔ (ایضاً صفحہ 263)

ادھورا پرمیشر، جو محدود مکتی دیتا ہے، مکمل مکتی دینا اسکے بس اور طاقت میں نہیں

آریوں کا عقیدہ ہے کہ ارواح واجسام اور کائنات کا ذرّہ ذرّہ خودبخود ہے۔ پرمیشر نے کچھ پیدا نہیں کیا اور نہ کرسکتا ہے۔ لہٰذا پرمیشر اگر دائمی نجات دیتا رہے تو ایک دن آئیگا کہ ساری رُوحیں نجات پا کر پرمیشر کے ہاتھ سے نکل جائیں گی۔ اور چونکہ کوئی نئی روح پرمیشر پیدا نہیں کرسکتا لہٰذا وہ مجبور ہے کہ کسی کو دائمی نجات نہ دے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدائے تعالیٰ بوجہ خالق نہ ہونیکے ناقص القدرت تھا اور بغیر مکتی محدود کے اسکی خدائی نہیں چل سکتی تھی اسلئے مجبوراً اس نے مکتی کو محدود رکھا گویا لوگوں کو اپنی بدقسمتی سے ایک ادھورا خدا ملا جو نجاتِ جاودانی دینے پر قادر ہی نہ تھا اسلئے اسکے بدقسمت بندے ہمیشہ کی نجات پانے سے رہ گئے۔ (ایضاً:148)

ارواح واجسام کو غیر مخلوق ماننے سے خدا تعالیٰ کی صفاتِ کاملہ کو سخت صدمہ پہنچتا ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

خدائے تعالیٰ وہ کامل ذات ہے جسکو تمام فیوض کا مبدء اور تمام انوار کا سرچشمہ اور تمام چیزوں کا قیوم اور تمام خوبیوں کا جامع اور تمام کمالات کا مستجمع اور عجز اور نقص اور احتیاج الی الغیر سے پاک ہے لیکن تم سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ صحیح نہیں

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جماعتِ احمدیہ کسی فرقے یا مسلک کے فرق یا اختلافِ نظریات اور تشریح و تفسیر پر قائم ہونے والی جماعت نہیں ہے بلکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آخری زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ذریعے قائم ہونے والی جماعت ہے

''سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ''

مجھے حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کے ساتھ ایک لطیف مناسبت ہے اور اس مناسبت کی حقیقت کو مشرق و مغرب کے ربّ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور مَیں حضرت علی اور آپ کے دونوں بیٹوں سے محبت کرتا ہوں اور جو ان سے عداوت رکھے اس سے میں عداوت رکھتا ہوں

مسیح موعود اور حَکم و عدل کی جماعت اختلافات ختم کرنے کیلئے قائم ہوئی ہے

جب حالات بتا رہے ہیں کہ یہ وہ زمانہ ہے جس میں وہ نشانیاں جو قرآن و حدیث سے پتہ چلتی ہیں پوری ہو رہی ہیں یا ہو گئی ہیں تو کیوں نہ ہم اس حَکم اور عدل کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کی تلاش کریں جو شیعہ سنی اور مختلف فرقوں اور مسلکوں کے اختلافات کو ختم کر کے ہمیں ایک بنانے والا ہے

اسلام کی اگر کوئی خدمت اس زمانے میں ہو سکتی ہے، اسلام کی حفاظت کی اگر خواہش ہے تو پھر اس جری اللہ کے ساتھ جڑ کر ہی ہو سکتی ہے جسے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اس کام کیلئے بھیجا ہے

ہماری کامیابی اب اسی میں ہے کہ زمانے کے امام اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ جائیں

اللہ تعالیٰ نے یہی مقدر کیا ہے کہ اس دفعہ ظاہری فتح بھی انشاء اللہ تعالیٰ حسینی صفات رکھنے والوں کی ہوگی اور دشمن ناکام و نامراد ہوں گے

مسیح موعود اور حَکم و عدل کی جماعت اختلافات ختم کرنے کیلئے قائم ہوئی ہے
اور باوجود مخالفتوں، مقدموں، سختیوں اور گالیوں کے ہماری طرف سے ہر ایک کو امن اور سلامتی اور دعا کا ہی پیغام ہوتا ہے

حَکم و عدل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات وارشادات کی روشنی میں اہلِ بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

محرّم کے ایام میں درود شریف کے ورد اور دیگر دعاؤں کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 28 اگست 2020ء بمطابق 28 ظہور 1399 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی معہود کو حَکم اور عدل بنا کر بھیجا ہے۔ وہ حَکم اور عدل جس نے اسلام کی حقیقی تعلیم کی روشنی میں تمام مسلمانوں کو امّتِ واحدہ بنانا تھا۔ جس نے مختلف مسالک اور فرقوں کی غلط تشریحات اور فروعی اختلافات کو دور کر کے امّتِ واحدہ بنانا تھا۔ جس نے مسلمانوں کو ایک وحدت عطا کرنی تھی۔ پس آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہر فرقے میں سے وہ لوگ جنہوں نے سنجیدگی سے غور کیا، اسلام کے مختلف فرقوں کے اختلافات کے درد کو محسوس کیا انہوں نے علم، عقل اور دعاؤں سے کام لیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شمولیت اختیار کی اور لاکھوں کی تعداد میں ہر سال یہ شامل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ پس جماعتِ احمدیہ کسی فرقے یا مسلک کے فرق یا اختلافِ نظریات اور تشریح و تفسیر پر قائم ہونے والی جماعت نہیں ہے بلکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آخری زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ذریعے قائم ہونے والی جماعت ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر انہی اختلافات کو جو شیعہ، سنی کے درمیان ہیں یا کسی فرقے اور مسلک کے درمیان ہیں ختم کر کے امتِ واحدہ بننا ہے۔ مسلمانوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے آگاہ کر کے ہم نے امتِ واحدہ بنانا ہے۔ اس کام کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ اسی کام کیلئے آپؑ نے جماعت کا قیام اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا اور اس کام کے کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا کہ ''سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ۔'' (تذکرہ صفحہ 490 ایڈیشن چہارم)

پس یہ کام جو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے سپرد فرمایا ہے یہی کام آپؑ کے بعد خلافت سے جڑ کر، اس کی بیعت میں آ کر آپؑ کی قائم کردہ جماعت کا ہے اور یہی ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے گذشتہ ایک سو تیس سال سے کر رہے ہیں یا جب سے خلافت کا نظام شروع ہوا تو ایک سو بارہ سال سے کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کام کیا۔ اور نہ صرف مسلمانوں کو قرآن کریم، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحیح احادیث زمانے کے امام اور حَکم اور عدل کی عارفانہ تشریح کی روشنی میں بتا رہے ہیں بلکہ غیر مسلموں کو بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم بتا کر انہیں دائرۂ اسلام میں شامل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پس مسیح موعود اور حَکم و عدل کی جماعت اختلافات ختم کرنے کیلئے قائم ہوئی ہے اور باوجود مخالفتوں، مقدموں، سختیوں اور گالیوں کے ہماری طرف سے ہر ایک کو امن اور سلامتی اور دعا کا ہی پیغام ہوتا ہے۔ یقیناً ہم نے حق کو پھیلانے اور حق بات کہنے سے نہیں رکنا اور اس کیلئے قربانیاں بھی دے رہے ہیں۔ لڑائی اور گالم گلوچ نہ ہماری طرف سے پہلے کبھی ہوئی نہ ہوگی۔ الٰہی جماعتوں کی مخالفتیں بھی ہوتی ہیں اور ان کو ظلم بھی سہنے پڑتے ہیں لیکن آخر کار اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی عطا فرماتا ہے۔ ہم دعا بھی کرتے ہیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ کوشش بھی کرتے رہیں گے کہ زمانے کے امام کے پیغام کو ہر مذہب اور ہر ملک کے لوگوں میں پھیلاتے رہیں لیکن عامۃ المسلمین اور سنجیدہ طبع اور حق کے متلاشی اور فتنہ و فساد ختم کرنے کی خواہش رکھنے والے صاحبِ علم اور عقل لوگوں سے بھی مَیں کہتا ہوں کہ اس بات پر غور کریں۔ ابتدا کی چند دہائیوں کے علاوہ شروع سے ہی مسلمان اختلافات میں مبتلا ہو کر سینکڑوں سال سے اپنی وحدت اور اکائی کو کمزور کرتے چلے آ رہے ہیں۔ آج کل ہم محرّم کے مہینے سے گزر رہے ہیں جو اسلامی سال کے کیلنڈر کا پہلا مہینہ ہے۔ انگریزی سال کے شروع ہونے پر ہم ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اسلامی سال کے شروع ہونے پر کئی مسلمان ملکوں میں اس فرقہ واریت کی وجہ سے قتل و غارت گری ہوتی ہے۔ وہ دین جو امن اور سلامتی کی اعلیٰ ترین تعلیم دینے والا دین ہے کیوں اس کے ماننے والے اپنے سال کا آغاز فتنہ و فساد اور قتل و غارت گری سے کرتے ہیں؟ ہمیں سوچنا چاہئے۔ ہمیں اپنے رویوں کو بدلنا چاہیے۔ ہمیں دیکھنا چاہیے کہ کس طرح ہم مسلمانوں کو امتِ واحدہ بنا کر ان فسادوں اور دہشت گردیوں کو ختم کر سکتے ہیں؟ ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہمارے آقا و مطاع حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر اسلام کی ابتدا کی ترقی کے بعد ایک فیج اعوج کے زمانے کی خبر دی تھی تو پھر یہ خوشی کی خبر بھی دی تھی کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ وہی معاملہ جس کی وجہ سے مسلمانوں میں اختلاف ہوا تھا وہی معاملہ آخری زمانے میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام

کے بعد مسلمانوں کو امتِ واحدہ بنانے کا ذریعہ بھی بن جائے گا۔ مسلمانوں کی ترقی اور اکائی کا ایک روشن نشان بن جائے گا۔ پس جب حالات بتا رہے ہیں کہ یہ وہ زمانہ ہے جس میں وہ نشانیاں جو قرآن و حدیث سے پتہ چلتی ہیں پوری ہو رہی ہیں یا ہو گئی ہیں تو کیوں نہ ہم اس حَکم اور عدل کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کی تلاش کریں جو شیعہ سنی اور مختلف فرقوں اور مسلکوں کے اختلافات کو ختم کر کے ہمیں ایک بنانے والا ہے۔ ان اندھے نام نہاد علماء کی تقلید نہ کریں جو خود بھی ڈوب رہے ہیں اور اپنے ساتھ ایک بڑی تعداد میں مسلمانوں کو بھی ڈبونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دیکھیں جب وہ نشانیاں پوری ہو گئیں جن میں قرآن اور حدیث سے پتہ چلتا ہے تو ہمیں یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ کون ہے، اسے تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ کون ہے جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا ذریعہ بنا کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھڑا کیا گیا ہے۔ کسی کو کھڑا ہونا چاہیے۔ ہم احمدی کہتے ہیں کہ وہ بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں جن کے سپرد اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا کام کیا ہے یا جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کروا رہا ہے یا کروائے گا جنہوں نے جھگڑوں اور فسادوں کو امن و سلامتی میں بدلنا ہے۔ پس ہم میں اگر عقل ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم محرم کو صرف افسوس کرنے یا پھر اپنے بغضوں اور کینوں اور غصوں کو نکالنے کا مہینہ نہ بنائیں، صرف اپنے جذبات کے اظہار کا ذریعہ نہ بنائیں بلکہ ایک دوسرے سے محبت اور پیار کا مہینہ بنائیں۔ اس حقیقی تعلیم پر چلیں جو اسلام کی تعلیم ہے۔ اس رہ نما کے پیچھے چلیں جسے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حکما ور عدل کا مقام دیا ہے تبھی ہم حقیقی مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ تبھی ہم دنیا کو اپنے پیچھے چلا سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ ایک عالم کو سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ

’’میری حیثیت ایک معمولی مولوی کی حیثیت نہیں ہے بلکہ میری حیثیت سنن انبیاء کی سی حیثیت ہے۔ مجھے ایک سماوی آدمی مانو پھر یہ سارے جھگڑے اور تمام نزاعیں جو مسلمانوں میں پڑی ہوئی ہیں ایک دم میں طے ہو سکتی ہیں۔ جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر حَکم بن کر آیا ہے جو معنی قرآن شریف کے وہ کرے گا وہی صحیح ہوں گے اور جس حدیث کو وہ صحیح قرار دے گا وہی صحیح حدیث ہو گی۔ ورنہ شیعہ سنی کے جھگڑے آج تک دیکھو کب طے ہونے میں آتے ہیں۔‘‘ ابھی تک تو نہیں ہوئے۔ ’’شیعہ اگر تبرّا کرتے ہیں۔‘‘ یعنی تین خلفاء کو برا بھلا کہتے ہیں۔ ان کے بارے میں غلط الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ’’تو بعض ایسے بھی ہیں۔‘‘ دوسروں میں سے ’’جو حضرت علی کرّم اللہ وجھہ کی نسبت کہتے ہیں

بَرخلافت دِلَش بَسے مائل　　　　لیکُ بُوبکر شُد دَرمیاں حائل

کہ خلافت پر اس کا دل بہت مائل تھا لیکن ابوبکر اس میں حائل ہو گیا یعنی کہ ان کی خواہش تھی۔ فرماتے ہیں کہ ’’مگر مَیں کہتا ہوں کہ جب تک یہ اپنا طریق چھوڑ کر مجھ میں ہو کر نہیں دیکھتے یہ حق پر ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔ اگر ان لوگوں کو اور یقین نہیں تو اتنا تو ہونا چاہیے کہ آخر مرنا ہے اور مرنے کے بعد گند سے تو کبھی نجات نہیں ہو سکتی۔‘‘ آخر مرنا ہے اور مرنے کے بعد گند سے تو کبھی نجات نہیں ہو سکتی۔ ’’سبّ و شتم جب ایک شریف آدمی کے نزدیک پسندیدہ چیز نہیں ہے تو پھر خدائے قدوس کے حضور عبادت کب ہو سکتی ہے؟‘‘ انسان اسی طرح غلط کام کر رہا ہے، ظلم کر رہا ہے تو اس کی عبادت تو پھر اللہ کے حضور عبادت نہیں کہلا سکتی۔ اسی لیے فرمایا ’’اسی لیے تو میں کہتا ہوں کہ میرے پاس آؤ، میری سنو تا کہ تمہیں حق نظر آوے۔ میں تو سارا ہی چولہ اتارنا چاہتا ہوں۔ سچی توبہ کر کے مومن بن جاؤ۔‘‘ یہ جو بناوٹوں کا اور غلط عقائد کا چولہ پہنا ہوا ہے اس کو اتارو۔ سچی توبہ کرو تبھی مومن بن سکتے ہو۔‘‘ پھر جس امام کے تم منتظر ہو مَیں کہتا ہوں وہ مَیں ہوں اس کا ثبوت مجھ سے لو۔‘‘ (ملفوظات، جلد 2 صفحہ 140-141)

پس یہ ہے وہ حقیقت جس سے دین کا صحیح ادراک ہو سکتا ہے کہ آپس کے لڑائی جھگڑوں، اناؤں کو ختم کر کے پھر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں۔ اس سے دعا کریں۔ حقیقی توبہ کریں اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب اپنے دل کو ہر ملونی سے صاف کر کے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکا جائے پھر اللہ تعالیٰ صحیح رہنمائی فرماتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلفائے راشدین کے مرتبہ و مقام اور بزرگی کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں

’’مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ پیدا نہ ہو۔ وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں۔‘‘ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 260-261)

پس یہ مقام ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں کہ حقیقی مومن اور مسلمان بننے کیلئے ان چاروں خلفاء کو اپنے لیے اسوہ بنانا ہو گا۔ جب یہ ہو تو پھر کہاں فرقہ اور کہاں مسلک؟ اس کی کیا بحث رہ جاتی ہے؟ پس جماعتِ احمدیہ کا تو یہ عقیدہ ہے کہ یہ سب ہمارے لیے نمونہ ہیں اور جب یہ عقیدہ ہو تو کیا جماعتِ احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت نہیں رہ جاتی جو مسلمانوں کے درمیان تفریق ختم کر کے ان میں وحدت پیدا کرنے والی جماعت ہے۔ چاروں خلفائے راشدین کا ایک مقام اور مرتبہ ہے۔ ہر ایک کے مقام و مرتبہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف جگہوں پر بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ ہر ایک کے اس مقام کو پہچاننے کیلئے مَیں بعض اقتباسات پیش کرتا ہوں تا کہ نئے آنے والوں اور نوجوانوں کو بھی سمجھ آ جائے کہ ہمارا مسلک کیا ہے۔ کیا ہم یقین کرتے ہیں۔ کیا ہمارا عقیدہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اُس زمانے میں بھی مسیلمہ نے یعنی ابتدا میں حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں مسیلمہ نے اباحت کے رنگ میں لوگوں کو جمع کر رکھا تھا۔ غلط قسم کے تشریحیں کر کے، غلط باتوں کو جائز قرار دے کر صرف لوگوں کو اکٹھا کرنے کیلئے اپنے ساتھ ملایا ہوا تھا۔ فرمایا کہ ایسے وقت میں حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو انسان خیال کر سکتا ہے کہ کس قدر مشکلات پیدا ہوئی ہوں گی۔ اگر وہ قوی دِل نہ ہوتا یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا رنگ اس کے ایمان میں نہ ہوتا تو بہت ہی مشکل پڑتی اور گھبرا جاتا لیکن صدیق نبی کا ہم سایہ تھا۔ ہم، سایہ یعنی اس کا سایہ پڑ رہا تھا۔ آپؐ کے اخلاق کا اثر اس پر پڑا ہوا تھا اور دل نورِ یقین سے بھرا ہوا تھا۔ اس لیے وہ شجاعت اور استقلال دکھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ ان کی زندگی اسلام کی زندگی تھی۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس پر کسی لمبی بحث کی حاجت ہی نہیں۔ اس زمانہ کے حالات پڑھ لو اور پھر جو اسلام کی خدمت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کی ہے اس کا اندازہ کر لو۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام کیلئے آدمِ ثانی ہیں۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ کا وجود نہ ہوتا تو اسلام بھی نہ ہوتا۔ یعنی دشمن کے حملوں سے بچانے کیلئے، شریعت کو محفوظ کرنے کیلئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو ہی کھڑا کیا تھا اور آپؓ نے اسلام کے وجود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص تربیت اور خاص تعلق کی وجہ سے زندگی بخشی اور دشمن کے حملے کو ناکام و نامراد کیا۔ فرمایا کہ ابوبکر صدیقؓ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اسلام کو دوبارہ قائم کیا۔ اپنی قوتِ ایمانی سے کُل باغیوں کو سزا دی اور امن کو قائم کر دیا۔ اسی طرح پر جیسے خدا تعالیٰ نے فرمایا اور وعدہ کیا تھا کہ مَیں سچے خلیفہ پر امن کو قائم کروں گا۔ یہ پیشگوئی حضرت صدیقؓ کی خلافت پر پوری ہوئی اور آسمان نے اور زمین نے عملی طور پر شہادت دے دی۔ پس یہ صدیق کی تعریف ہے کہ اس میں صدق اس مرتبہ اور کمال کا ہونا چاہئے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 380-381)

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے اوصاف اور مقام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درجہ جانتے ہو کہ صحابہ میں کس قدر بڑا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ان کی رائے کے موافق قرآن شریف نازل ہو جایا کرتا تھا اور ان کے حق میں یہ حدیث ہے کہ شیطان عمرؓ کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ دوسری یہ حدیث ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ تیسری یہ حدیث ہے کہ پہلی امتوں میں محدث ہوتے رہے ہیں اگر اس امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمرؓ ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 219)

پھر ایک جگہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا ذکر کرتے ہوئے مجموعی طور پر آپؑ نے فرمایا کہ

’’میرے رب نے مجھ پر یہ ظاہر کیا ہے کہ صدیق اور فاروق اور عثمان (رضی اللہ عنہم) نیکوکار اور مومن تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ نے چن لیا اور جو خدائے رحمان کی عنایات سے خاص کیے گئے اور اکثر صاحبانِ معرفت نے ان کے محاسن کی شہادت دی۔ انہوں نے بزرگ و برتر خدا کی خوشنودی کی خاطر وطن چھوڑے۔ ہر جنگ کی بھٹی میں داخل ہوئے اور موسم گرما کی دوپہر کی تپش اور سردیوں کی رات کی ٹھنڈک کی پروانہ کی بلکہ نوخیز جوانوں کی طرح دین کی راہوں پر محوِ خرام ہوئے اور اپنوں اور غیروں کی طرف مائل نہ ہوئے اور اللہ ربّ العالمین کی خاطر سب کو خیر باد کہہ دیا۔ ان کے اعمال میں خوشبو اور ان کے افعال میں مہک ہے اور یہ سب کچھ ان کے مراتب کے باغات اور ان کی نیکیوں کی گلستانوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور ان کی بادِ نسیم اپنے معطر جھونکوں سے ان کے اسرار کا پتہ دیتی ہے اور ان کے انوار اپنی پوری تابانیوں سے ہم پر ظاہر ہوتے ہیں۔‘‘

(سر الخلافہ اردو ترجمہ صفحہ 25-26، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 326)

یہ جو بہت سارے حوالے ہیں ان میں سے جو مَیں پڑھ رہا ہوں ’سر الخلافہ‘ کے ہیں۔ یہ عربی کی کتاب ہے۔ عربی ترجمہ کرنے والے فی الحال تو شاید فوری طور پر اس معیار کا ترجمہ نہیں کر سکیں گے جب دوبارہ repeat ہو تو اصل کتاب سے یہ حوالے لے کر ترجمہ کر دیں۔

حضرت علیؓ کے محاسن اور آپؓ کے مقام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقویٰ شعار، پاک باطن اور ان لوگوں میں سے تھے جو خدائے رحمان کے ہاں سب سے زیادہ پیارے ہوتے ہیں اور آپؓ قوم کے برگزیدہ اور زمانے کے سرداروں میں سے تھے۔ آپؓ خدائے غالب کے شیر، خدائے مہربان کے جوانمرد، سخی، پاک دل تھے۔ آپؓ ایسے منفرد بہادر تھے جو میدانِ جنگ میں اپنی جگہ نہیں چھوڑتے خواہ ان کے مقابلے میں دشمنوں کی ایک فوج ہو۔ آپؓ نے ساری عمر تنگ دستی میں بسر کی اور نوعِ انسانی کے مقامِ زُہد کی انتہا تک پہنچے۔ آپؓ مال و دولت عطا کرنے، لوگوں کے ہمّ و غم دور کرنے اور یتیموں، مسکینوں اور ہمسایوں کی خبر گیری کرنے میں اول درجہ کے مرد تھے۔ آپؓ نے جنگوں میں طرح طرح کے بہادری کے جوہر دکھائے تھے۔ تیر اور تلوار کی جنگ میں آپ سے حیرت انگیز واقعات ظاہر ہوتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نہایت شیریں بیان اور فصیح اللسان بھی تھے۔ آپ کا بیان دلوں کی گہرائی میں اتر جاتا اور اس سے ذہنوں کے زنگ صاف ہو جاتے اور براہان کے نور سے اس کا چہرہ دمک جاتا۔ آپ قِسما قسم کے انداز بیان پر قادر تھے اور جو آپ سے ان میں مقابلہ کرتا تو اسے ایک مغلوب شخص کی طرح آپ سے معذرت کرنا پڑتی۔ آپ ہر خوبی میں اور بلاغت و فصاحت کے طریقوں میں کامل تھے اور جس نے آپؓ کے کمال کا انکار کیا تو اس نے بے حیائی کا طریق اختیار کیا۔‘‘

(سر الخلافہ اردو ترجمہ صفحہ 108 تا 110، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 358)

پھر حضرت علی کے مقام اور خلافت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

’’اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ حضرت علیؓ متلاشیانِ (حق) کی امید گاہ اور سخیوں کا بے مثال نمونہ اور بندگانِ (خدا) کیلئے حجّۃ اللہ تھے۔ نیز اپنے زمانے کے لوگوں میں بہترین انسان اور ملکوں کو روشن کرنے کیلئے اللہ کے نور تھے لیکن آپ کی خلافت کا دور امن و امان کا زمانہ نہ تھا بلکہ فتنوں اور ظلم و تعدی کی تند ہواؤں کا زمانہ تھا۔ عوام الناس آپ کی اور ابن ابی سفیان کی خلافت کے بارے میں اختلاف کرتے تھے اور ان دونوں کی طرف حیرت زدہ شخص کی طرح ٹکٹکی لگائے بیٹھے تھے اور بعض لوگ ان دونوں کو آسمان کے فرقد نامی دو ستاروں کی مانند تصور کرتے تھے اور دونوں کو درجہ میں ہم پلّہ سمجھتے تھے لیکن سچ یہ ہے کہ حق (علی) مرتضیٰؓ کے ساتھ تھا اور جس نے آپؓ کے دور میں آپؓ سے جنگ کی تو اس نے بغاوت اور سرکشی کی۔‘‘ (سر الخلافہ اردو ترجمہ صفحہ 95-96)

پھر چاروں خلفائے راشدین کی اسلام اور قرآن کی حفاظت اور اس امانت کا حق ادا کرنے کے مقام کا ذکر

فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’یہ عقیدہ ضروری ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ذوالنورین‘‘ یعنی حضرت عثمان ’’رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کے سب واقعی طور پر دین میں امین تھے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اسلام کے آدم ثانی ہیں اور ایسا ہی حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اگر دین میں سچے امین نہ ہوتے تو آج ہمارے لیے مشکل تھا جو قرآن شریف کی کسی ایک آیت کو بھی منجانب اللہ بتا سکتے۔‘‘ (مکتوباتِ احمد جلد 2 صفحہ 151، مکتوب نمبر 2 بنام حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ)

پھر ان چاروں خلفاء کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’خدا کی قسم وہ ایسے لوگ ہیں جو خیرالکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی خاطر موت کے میدانوں میں ڈٹ گئے اور اللہ کی خاطر انہوں نے اپنے باپوں اور بیٹوں کو چھوڑ دیا اور انہیں تیز دھار تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اپنے پیاروں سے جنگ کی اور ان کے سر قلم کیے اور اللہ کی راہ میں اپنے نفیس اموال اور جانیں نثار کیں لیکن اس کے باوجود وہ اپنے اعمال کی قلّت پر روتے اور سخت نادم تھے۔‘‘ کوئی فخر نہیں تھا کہ ہم نے کوئی نیک عمل کیا ہے۔ ’’اور ان کی آنکھ نے بھرپور نیند کا مزہ نہیں لیا۔‘‘ کبھی نیند بھر کے نہیں سوئے ’’مگر بہت قلیل جو آرام کے لحاظ سے نفس کا لازمی حق ہے اور وہ نعمتوں کے دلدادہ نہیں تھے۔ پس تم کیسے خیال کرتے ہو کہ وہ ظلم کرتے تھے۔ مال غصب کرتے تھے۔ عدل نہیں کرتے تھے اور جَور و ستم کرتے تھے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ نفسانی خواہشات سے باہر آ چکے تھے اور وہ ہمیشہ آستانہ الٰہی پر گرے رہتے تھے اور وہ فنافی اللہ لوگ تھے۔‘‘

(سرالخلافہ اردو ترجمہ صفحہ 32، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 328)

پس یہ ادراک ہے جو ان چاروں خلفاء کے مقام و مرتبہ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دیا اور یہی وہ مقام ہے جب ہر مسلمان ان بزرگوں کو دے گا تو حقیقی مسلمان کہلائے گا اور آپس کے اختلافات کو ختم کر کے امتِ واحدہ کا حصہ بنے گا ورنہ ہمارے اختلافات اسلام کو تو کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گے، ہاں دشمن ان سے ضرور فائدہ اٹھائے گا اور وہ فائدہ اٹھا رہا ہے۔ آج کل ہم یہی دیکھ رہے ہیں۔ پس اسلام کی اگر کوئی خدمت اس زمانے میں ہو سکتی ہے، اسلام کی حفاظت کی اگر خواہش ہے تو پھر اس جری اللہ کے ساتھ جڑ کر ہی ہو سکتی ہے جسے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اس کام کیلئے بھیجا ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا آج کل ہم محرم کے مہینے سے گزر رہے ہیں۔ کل یا پرسوں دس محرم بھی ہے جس میں حضرت حسینؓ کی شہادت کے حوالے سے شیعہ اپنے جذبات کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک ظالمانہ فعل تھا جس طرح حضرت حسین کو شہید کیا گیا۔ جب ان جذبات کا اظہار شیعہ حضرات کرتے ہیں یا عام حالات میں بھی شیعہ حضرات کے حضرت حسینؓ کے بارے میں، حضرت علیؓ کے بارے میں جو جذبات ہیں تو عموماً ہمارے بارے میں یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یا آپؑ کی جماعت نے خاندان نبوت کے مقام کو نہیں پہچانا۔ اس غلط فہمی کو جماعتِ احمدیہ ہمیشہ دور کرنے کی کوشش بھی کرتی رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علیؓ کے بارے میں جو فرمایا ہے اور ابھی میں نے کچھ حوالے پیش بھی کیے ہیں۔ اس سے اس کی وضاحت بھی ہو جاتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام و مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں کیا تھا لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہ ہم اس بات پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ باقی تین خلفاء بھی برحق تھے۔ بہرحال اس وقت میں اس حوالے سے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات اور فرمودات کے حوالے سے بھی کچھ بیان کروں گا کہ آپؑ کی نظر میں خاندانِ نبوت کا کیا مقام تھا اور اس بارے میں آپ نے جماعت کو کیا نصیحت فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ’’سرالخلافہ‘‘ میں حضرت علیؓ اور خاندان نبوت کے بارے میں یہ تحریر فرمایا ہے۔ حضرت علیؓ کے بارے میں فرمایا کہ آپؓ لاچاروں کی غم خواریوں کی جانب ترغیب دلاتے اور قناعت کرنے والوں اور خستہ حالوں کو کھانا کھلانے کا حکم دیتے۔ آپؓ اللہ کے مقرب بندوں میں سے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ آپؓ فرقانِ حمید کے جام معرفت نوش کرنے میں سابقین میں سے تھے۔ قرآن کریم کی معرفت بھی آپؓ کو حاصل تھی اور اس میں بہت بڑھے ہوئے تھے اور آپؓ کو قرآنی دقائق کے ادراک میں ایک عجیب فہم عطا کیا گیا تھا۔ فرمایا کہ میں نے عالم بیداری میں انہیں دیکھا یعنی حضرت علیؓ سے عالم بیداری میں، کشفی حالت میں نہ کہ نیند میں ملاقات ہوئی۔ پھر اسی حالت میں آپؓ نے یعنی حضرت علیؓ نے خدائے عَلَّامُ الغیوب کی کتاب کی تفسیر مجھے عطا کی اور فرمایا یہ میری تفسیر ہے اور یہ اب آپ کو دی جاتی ہے۔ پس آپ کو اس عطا پر مبارک ہو۔‘‘ جس پر میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور وہ تفسیر لے لی اور میں نے صاحبِ قدرت عطا کرنے والے اللہ کا شکر ادا کیا اور میں نے آپ کو یعنی حضرت علی کو خَلق میں متناسب اور خُلق میں پختہ اور متواضع، منکسر المزاج، تاباں اور منور پایا اور میں یہ حلفاً کہتا ہوں کہ آپؓ مجھ سے بڑی محبت والفت سے ملے اور میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آپؓ مجھے اور میرے عقیدے کو جانتے ہیں اور میں اپنے مسلک اور مشرب میں شیعوں سے جو اختلاف رکھتا ہوں وہ اسے بھی جانتے ہیں لیکن آپؓ نے کسی بھی قسم کی ناپسندیدگی یا ناگواری کا اظہار نہیں کیا اور نہ ہی مجھ سے پہلوتہی کی بلکہ وہ مجھے ملے اور مخلص مُحِبّین کی طرح مجھ سے محبت کی اور انہوں نے سچے صاف دل رکھنے والے لوگوں کی طرح محبت کا اظہار فرمایا اور آپؓ کے ساتھ حسینؓ بلکہ حسنؓ اور حسینؓ دونوں اور سید الرسل خاتم النبیینؐ بھی تھے اور ان کے ساتھ ایک نہایت خوبرو، صالحہ، جلیلۃ القدر، بابرکت، پاکباز، لائق تعظیم، باوقار، ظاہر و باہر نورِ مجسّم جوان خاتون بھی تھیں جنہیں میں نے غم سے بھرا ہوا پایا لیکن وہ اسے چھپائے ہوئے تھیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ آپؓ حضرت فاطمۃ الزہراؓ ہیں۔ آپؓ میرے پاس تشریف لائیں اور میں لیٹا ہوا تھا۔ پس آپ بیٹھ گئیں اور آپ نے میرا سر اپنی ران پر رکھ لیا اور شفقت کا اظہار فرمایا اور میں نے دیکھا کہ وہ میرے کسی غم کی وجہ سے غم زدہ اور رنجیدہ ہیں۔ اور فرمایا کہ بچوں کی تکلیف کے وقت ماؤں کی طرح شفقت و محبت اور بے چینی کا اظہار فرما رہی ہیں۔

اس پر گندا ذہن مولوی جو ہیں یہ اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ آپؑ نے لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے میرا سر اپنی ران پہ رکھ لیا۔ بچے سے ایک ماں کی محبت کا اظہار جو ہوتا ہے یہ تو اس کا بیان ہو رہا ہے لیکن ان گندے ذہنوں کو کیا کہے کوئی۔ اور عامۃ المسلمین ان کی باتیں سن کے سمجھتے ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہرا کی نعوذ باللہ ہتک کر دی حالانکہ آگے جا کے اسکی مزید وضاحت بھی ہو جائے گی کہ آپؑ فرما رہے ہیں کہ کس طرح آپؓ ایک ماں کا سلوک مجھ سے کر رہی ہیں۔

بہرحال پھر آپؑ فرماتے ہیں پھر مجھے بتایا گیا کہ دین کے تعلق میں ان کے نزدیک یعنی حضرت فاطمہؓ کے نزدیک میری حیثیت بمنزلہ بیٹے کے ہے اور میرے دل میں خیال آیا کہ ان کا غمگین ہونا اس امر پر کنایہ ہے جو میں قوم، اہلِ وطن اور دشمنوں سے ظلم دیکھوں گا۔ اس بات پر حضرت فاطمہ غمگین تھیں کہ میرے بیٹے کو یہ ظلم دیکھنا پڑے گا۔ پھر حسنؓ اور حسینؓ دونوں میرے پاس آئے اور بھائیوں کی طرح مجھ سے محبت کا اظہار کرنے لگے اور ہمدردوں کی طرح مجھے ملے۔ اور یہ کشف بیداری کے کشفوں میں سے تھا۔ اس پر کئی سال گزر چکے ہیں اور مجھے حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کے ساتھ ایک لطیف مناسبت ہے اور اس مناسبت کی حقیقت کو مشرق و مغرب کے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا اور میں حضرت علی اور آپ کے دونوں بیٹوں سے محبت کرتا ہوں اور جو اُن سے عداوت رکھے اُس سے مَیں عداوت رکھتا ہوں اور بایں ہمہ میں جور و جفا کرنے والوں میں سے نہیں اور یہ میرے لیے ممکن نہیں کہ مَیں اس سے اِعراض کروں جو اللہ نے مجھ پر منکشف فرمایا اور نہ ہی میں حد سے تجاوز کرنے والوں سے ہوں۔

(سرالخلافہ اردو ترجمہ صفحہ 110 تا 112)

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میں نے اس قصیدہ میں جو‘‘ مَیں نے ’’امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے یہ انسانی کارروائی نہیں۔‘‘ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے بتایا گیا ہے۔ ’’خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راستبازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسین جیسے یا حضرت عیسیٰ جیسے راستباز پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور وعید مَنۡ عَادَ وَلِيًّا لِيۡ دست بدست اس کو پکڑ لیتا ہے۔ پس مبارک وہ جو آسمان کے مصالح کو سمجھتا ہے اور خدا کی حکمت عملیوں پر غور کرتا ہے۔‘‘

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 149)

یہ حدیث کا جو حوالہ آپ نے دیا اس سے مراد ہے جس نے میرے ولی سے دشمنی کی مَنۡ عَادَ لِيۡ وَلِيًّا فَقَدۡ اٰذَنۡتُهٗ بِالۡحَرۡبِ۔ (صحیح البخاری کتاب الرقاق باب التواضع حدیث 6502) کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی اختیار کی تو میں نے اس کے ساتھ اعلانِ جنگ کر دیا۔ کسی سے جب محبت کا اظہار ہوتا ہے اور محبت کا یہ اظہار جب ذاتی مجلس میں ہو جہاں اور کوئی نہ ہو تو وہ محبت کا اظہار دل کی آواز ہوتی ہے۔ ویسے تو پاک آدمی کا، جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ مقام دیا ہے ہر لفظ ہی دل کی آواز ہے لیکن معترض کیلئے یہ جاننا چاہئے کہ گھر میں بیٹھے ہوئے آپؑ کا کیا اظہار تھا۔ آپؑ نے صرف تحریرات میں یا فرمودات میں یا مجالس میں حضرت امام حسین کا ذکر بیان نہیں فرمایا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے محبت کا اظہار ظاہری طور پر نہیں کیا بلکہ گھریلو مجلس میں بچوں کے ساتھ بیٹھ کر بھی ان جذبات کا اظہار کیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

’’رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی عشق کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپؐ کی آل واولاد اور آپؐ کے صحابہ کے ساتھ بھی بے پناہ محبت تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعودؑ اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے آپؑ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم سلمہا اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا۔ ’’آؤ میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں۔‘‘ پھر آپؑ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے۔ آپؑ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپؑ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپؑ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپؑ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا ’’یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔‘‘ اس وقت آپؑ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقاؐ کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے آپؑ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا اور یہ

ارشاد باری تعالیٰ

وَسَارِعُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَجَنَّۃٍ عَرۡضُہَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ ۙ اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ (آل عمران: 134)

ترجمہ: اور اپنے ربّ کی مغفرت اور اس کی جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین پر محیط ہے۔ وہ متقیوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

سب کچھ رسولِ پاک ﷺ کے عشق کی وجہ سے تھا۔‘‘ (سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ 36-37)

اس بارے میں خود حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ بھی ایک جگہ اسی واقعہ کو بیان فرماتی ہیں کیونکہ ان کے ساتھ یہ ہوا تھا۔ کہتی ہیں: آپؑ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام باغ میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ مَیں اور مبارک نے ایک کچھوا پکڑا۔ آپؑ کو دکھلانے کیلئے لائے۔ آپ نے اس کو تو نظر انداز کیا اور پھر فرمایا کہ آؤ مَیں تمہیں محرّم کی کہانی سناؤں۔ پھر کہتی ہیں ہم دونوں پاس بیٹھ گئے۔ یہ ماہ محرم کا پہلا عشرہ تھا۔ آپؑ نے شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعات سنانا شروع کیے۔ فرمایا وہ ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے تھے۔ ان کو منافقوں نے، ظالموں نے بھوکا پیاسا کربلا کے میدان میں شہید کر دیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان فرما رہی ہیں کہ پھر فرمایا اس دن آسمان سرخ ہو گیا تھا۔ چالیس روز کے اندر قاتلوں، ظالموں کو خدا تعالیٰ کے غضب نے پکڑ لیا۔ کوئی کوڑھی ہو کر مرا۔ کسی پر کوئی عذاب آیا اور کسی پر کوئی۔ یزید کے ذکر پر، یزید پلید فرماتے تھے۔ کافی لمبے واقعات آپؑ نے سنائے۔ حالت یہ تھی کہ آپؑ پر رقّت طاری تھی۔ آنسو بہنے لگتے تھے جن کو اپنی انگشت شہادت سے پونچھتے جاتے تھے۔

(ماخوذ از تحریراتِ مبارکہ از حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ، صفحہ 222)

اس ظلم کی داستان کو جب انسان سنتا ہے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب دشمن نے غلبہ پا لیا تو لکھا ہے کہ حضرت امام حسینؓ نے اپنے گھوڑے کا رخ دریائے فرات کی طرف کیا یا کرنے کی کوشش کی تو آپؓ کا راستہ روک لیا گیا۔ ایک شخص نے آپ کو تیر مارا جو آپ کی ٹھوڑی کے اوپر آ کے لگا بڑا گہرا زخم ہو گیا۔ پھر حملہ آوروں نے مزید حملے کیے اور آپ کو شہید کر دیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے شہادت سے قبل آپؓ کو یہ کہتے سنا کہ اللہ کی قسم! میرے بعد بندگانِ خدا میں سے کسی بھی ایسے بندے کو قتل نہیں کرو گے جس کے قتل پر میرے قتل سے زیادہ خدا تعالیٰ تم پر ناراض ہو۔ پھر حضرت امام حسینؓ نے فرمایا کہ واللہ! مجھے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل کر کے مجھ پر کرم کرے گا اور پھر میرا انتقام تم سے اس طرح لے گا کہ تم حیران رہ جاؤ گے۔ ان ظالموں نے آپؓ سے اور آپؓ کے خاندان سے کیا سلوک کیا۔ شہید کیا اور شہید کرنے کے بعد پھر خیموں کو لُوٹا۔ عورتوں کے سروں سے چادریں اتاریں۔ شہید کرنے کے بعد ان کے کمانڈر نے بلایا کہ حضرت امام حسین کی نعش لٹائی ہوئی ہے اس نعش پر سے کون گھوڑوں سمیت گزرے گا اور دس گھوڑے تیار ہوئے اور ان کو گزار کر نعش کو پامال کیا گیا۔ آپ کی کمر کی ہڈیوں کو اور پسلیوں کو چکنا چور کر دیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق آپ کے جسم پر تینتیس زخم نیزے اور تینتالیس زخم تلوار کے تھے اور تیروں کے زخم اس کے علاوہ تھے۔ پھر آپ کا سر کاٹ کر گورنر کے پاس بھیجا گیا اور اس نے یہ سر کوفے میں نصب کروایا۔

(تاریخ طبری جلد 4 مترجم صفحہ 253 تا 257، 260 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی 2003ء)(تاریخ اسلام حصہ دوم از اکبر شاہ نجیب آبادی صفحہ 76 نفیس اکیڈیمی اردو بازار کراچی 1998ء)

ظلم کی انتہا ہے! کوئی خبیث ترین دشمن بھی اس طرح نہ کرے۔ یہ تو مختصر میں نے بیان کیا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے تھے تو اس وقت اس واقعہ پہ غم سے آپؑ کے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔ پس کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم نعوذ باللہ خاندانِ نبوت سے محبت نہیں کرتے یا اس کا ادراک نہیں رکھتے بلکہ ایک موقعے پر جب آپ کو ایک موقع پہ پتہ لگا کہ کسی نے حضرت امام حسینؓ کے بارے میں غلط الفاظ استعمال کیے ہیں آپ نے سختی سے جماعت کو بھی نصیحت فرمائی۔ چنانچہ آپؑ نے فرمایا کہ

’’واضح ہو کہ کسی شخص کے ایک کارڈ کے ذریعہ سے‘‘ جو پوسٹل کارڈ ہوتا ہے اس کے ذریعے سے ’’مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کے طرف منسوب کرتے ہیں، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ کلمات منہ پر لاتے ہیں کہ نعوذ باللہ حسینؓ بوجہ اس کے کہ اس نے خلیفۂ وقت یعنی یزید سے بیعت نہیں کی باغی تھا اور یزید حق پر تھا۔‘‘ آپ نے فرمایا ’لَعۡنَتُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ۔ مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستباز کے منہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں مگر ساتھ اس کے مجھے یہ بھی دل میں خیال گزرتا ہے کہ چونکہ اکثر شیعہ نے اپنے وِرد تبرّ ے اور لعن وطعن میں مجھے بھی شریک کر لیا ہے اس لیے کچھ تعجب نہیں کہ کسی نادان بے تمیز نے سفیہانہ بات کے جواب میں سفیہانہ بات کہہ دی ہو جیسا کہ بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ بہرحال میں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے۔ مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَلٰکِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا (الحجرات: 15) مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں۔ جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا تعالیٰ کیلئے اختیار کرتے اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں۔ دنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے اور ایک ذرّہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبتِ الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتدا کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کا قدر مگر وہی جو اُن میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ وہ شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اُس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو ائمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا ان کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 653-654 اشتہار نمبر 270 ’’تبلیغ الحق‘‘، مطبوعہ ربوہ)

پس یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ سننے کے بعد ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہیں کہ آل محمدؐ سے محبت نہیں تھی۔ جس محبت کا ادراک آپؑ کو تھا وہ کسی اَور کو نہیں ہو سکتا اور یہی آپؑ نے فرمایا بھی ہے۔ لیکن جہاں شیعہ غُلّو کی حد تک گئے ہیں وہاں ان کو حقیقت بھی آپ نے بتائی ہے اور جہاں سُنّی غلط ہوئے وہاں انہیں بھی بتایا کہ اصلاح کرو۔ اور یہی حَکَم اور عدل کا کام ہے اور اسلام کی حقیقی تعلیم کے پھیلانے اور رائج کرنے کے اسی کام کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا لیکن اسکے باوجود یہ جو دونوں بڑے فرقے ہیں یہ احمدیوں کو ہی بُرا کہتے ہیں، ہمیں ہی ظلموں کا نشانہ بنایا جاتا ہے لیکن اسکے باوجود ہم نے صبر و استقامت سے اس کام کو جاری رکھنا ہے جو ہمارے سپرد ہے جس کیلئے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے کہ حقیقی اسلام کو دنیا میں پھیلائیں۔ اس نمونے کو سامنے رکھیں جو حضرت امام حسینؓ نے ہمیں دکھایا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ایک شعر میں فرمایا تھا کہ

وہ تم کو حسین بناتے ہیں اور آپ یزیدی بنتے ہیں ‏ ‏ یہ کیا ہی سستا سودا ہے دشمن کو تیر چلانے دو

(کلام محمودؓ، صفحہ 154)

پس ہماری قربانیاں تو ان شاء اللہ اس مرتبہ رائیگاں نہیں جائیں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ مجھے جو حسین سے نسبت تو ہے لیکن نتیجہ وہ نہیں نکلے گا۔ اب جو اس دفعہ نتیجے ہیں وہ اس کے الٹ ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہی مقدر کیا ہے کہ کامیابی ملے۔ اس لیے اس دفعہ جو فتح ہے، ظاہری فتح بھی انشاء اللہ تعالیٰ، وہ حسینی صفات رکھنے والوں کی ہوگی اور دشمن ناکام و نامراد ہوں گے۔

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 31/دسمبر 2010ء صفحہ 8، خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10/دسمبر 2010ء)(ماخوذ از خطباتِ مسرور جلد 8 صفحہ 635-636، خطبہ بیان فرمودہ 10 دسمبر 2010ء)

پس اس کے لیے آج کل، خاص طور پر اس مہینے میں اور ہمیشہ بھی جبکہ دشمنی بھی آج کل خاص طور پر پاکستان میں بھی اور دوسری جگہوں پہ بھی اپنے عروج پر اور زوروں پر ہے ہمیں چاہیے کہ دعاؤں پر بہت زور دیں۔ درود شریف پڑھنے پر بہت زور دیں اور جتنا اللہ تعالیٰ کے حضور ہم جھکیں گے اتنا ہی جلدی اللہ تعالیٰ ہمیں فتح نصیب کرے گا، کامیابی و کامرانی نصیب فرمائے گا۔ ان دنوں میں خاص طور پہ دوسرے مسلمانوں کے لیے بھی دعا کریں۔ وہ مسلمان فرقے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے پر لگے ہوئے ہیں اور ان دنوں میں خاص طور پر جب دس محرّم آتی ہے تو تاریخ ابھی تک تو یہی بتا رہی ہے کہ کہیں نہ کہیں امام بارگاہوں پہ اور تعزیوں پہ یا مختلف جگہوں پہ حملے بھی ہوتے ہیں اور پھر کئی لوگوں کو شہید کیا جاتا ہے، دین کے نام پر شہید کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ عقل دے اور کم از کم اس سال ایسی اطلاع کہیں سے کسی بھی ملک سے نہ ملے کہ جہاں مسلمانوں نے مسلمانوں کو مارا ہو اور یہ مسلمان اس حقیقت کو بھی جلد پہچاننے والے ہوں کہ اسلام کی جو فتح اللہ تعالیٰ نے مقدر کی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے ہی کی ہے اور ان کو یہ سمجھ آ جائے کہ ہماری کامیابی اب اسی میں ہے کہ زمانے کے امام اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بھی عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’سب سے بنیادی اور اوّلین اصول جس کے مطابق
ہر مسلمان مرد اور عورت کو اپنی زندگی لازماً بسر کرنی چاہئے وہ توحید ہے،
یعنی اس کامل ایمان اور یقین کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اسکا کوئی ہمسر نہیں۔‘‘

(پیغام نیشنل اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ 2019)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’ذیلی تنظیموں کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ
دین کی خدمت اور ملک وقوم دونوں کی خدمت کرنے کی ترغیب دلائیں
اور یہ خدمت اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ہونی چاہئے۔‘‘

(پیغام برموقع نیشنل اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ 2019)

طالب دعا: عبدالرحمن خان (جماعت احمدیہ پنکال، صوبہ اُڈیشہ)

نبیوں کا سردارؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

رومیوں کے غلبہ کی پیشگوئی (بقیہ حصہ)

آخر تیسرا حج بھی آپہنچا اور مدینہ کے حاجیوں کا قافلہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد پر مشتمل مکہ میں وارد ہوا۔ مکہ والوں کی مخالفت کی وجہ سے مدینہ کے لوگوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ملنے کی خواہش کی۔ اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذہن اِدھر منتقل ہو چکا تھا کہ شاید ہجرت مدینہ ہی کی طرف مقدر ہے۔ آپ نے اپنے معتبر رشتہ داروں سے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور انہوں نے آپ کو سمجھانا شروع کیا کہ آپ ایسا نہ کریں۔ مکہ والے دشمن ہی سہی پھر بھی اس میں بڑے بڑے با اثر لوگ آپ کے رشتہ داروں میں سے موجود ہیں نہ معلوم مدینہ میں کیا ہو اور وہاں آپ کے رشتہ دار آپ کی مدد کر سکیں یا نہ کر سکیں۔ مگر چونکہ آپ سمجھ چکے تھے کہ خدائی فیصلہ یہی ہے آپ نے اپنے رشتہ داروں کی باتیں ردّ کر دیں اور مدینہ جانے کا فیصلہ کر دیا۔

آدھی رات کے بعد پھر وادیٔ عقبہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ کے مسلمان جمع ہوئے۔ اب آپ کے ساتھ آپ کے چچا عباسؓ بھی تھے۔ اِس دفعہ مدینہ کے مسلمانوں کی تعداد 73 تھی۔ اُن میں 62 خزرج قبیلہ کے تھے اور گیارہ اوس کے تھے اور اس قافلہ میں دو عورتیں بھی شامل تھیں جن میں سے ایک بنی نجار قبیلہ کی اُمِّ عمارہؓ بھی تھیں۔ چونکہ مصعبؓ کے ذریعہ سے اِن لوگوں تک اسلام کی تفصیلات پہنچ چکی تھیں یہ لوگ ایمان اور یقین سے پُر تھے، بعد کے واقعات نے ظاہر کر دیا کہ یہ لوگ آئندہ اسلام کا ستون ثابت ہونے والے تھے۔ اُمِّ عمارہؓ جو اُس دن شامل ہوئیں اُنہوں نے اپنی اولاد میں اسلام کی محبت اتنی داخل کر دی کہ اُن کا بیٹا خُبیبؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسیلمہ کذاب کے لشکر کے ہاتھ میں قید ہو گیا تو مسیلمہ نے اُسے بُلا کر پوچھا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟ خُبیبؓ نے کہاں ہاں۔ پھر مسیلمہ نے کہا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ خبیبؓ نے کہا نہیں۔ اس پر مسیلمہ نے حکم دیا کہ ان کا عضو کاٹ لیا جائے۔ تب مسیلمہ نے پھر اُن سے پوچھا۔ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ خبیبؓ نے کہا ہاں۔ پھر اُس نے کہا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ خبیبؓ نے کہا نہیں۔ پھر اُس نے آپ کا ایک دوسرا عضو کاٹنے کا حکم دیا۔ ہر عضو کاٹنے کے بعد وہ سوال کرتا جاتا تھا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور خبیبؓ کہتا تھا کہ نہیں۔ اِسی طرح اس کے سارے اعضاء کاٹے گئے اور آخر میں اِسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اپنے ایمان کا اعلان کرتے ہوئے وہ خدا سے جاملا۔

خود اُمِّ عمارہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت سی جنگوں میں شامل ہوئیں۔ غرض یہ ایک مخلص اور ایمان والا قافلہ تھا جس کے افراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دولت اور مال مانگنے نہیں آئے تھے بلکہ صرف ایمان طلب کرنے آئے تھے۔ عباسؓ نے اُن کو مخاطب کر کے کہا اے خزرج قبیلہ کے لوگو! یہ میرا عزیز اپنی قوم میں معزز ہے اِس کی قوم کے لوگ خواہ وہ مسلمان ہیں یا نہیں اس کی حفاظت کرتے ہیں لیکن اب اس نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ تمہارے پاس جائے۔ اے خزرج کے لوگو! اگر یہ تمہارے پاس گیا تو سارا عرب تمہارا مخالف ہو جائے گا۔ اگر تم اپنی ذمہ داری کو سمجھتے اور اُن خطرات کو پہچانتے ہوئے جو تمہیں اِس کے دین کی حفاظت میں پیش آنے والے ہیں اِس کو لے جانا چاہتے ہو تو خوشی سے لے جاؤ ورنہ اِس ارادہ سے باز آجاؤ۔ اِس قافلہ کے سردار البراء تھے اُنہوں نے کہا ہم نے آپ کی باتیں سن لیں۔ ہم اپنے ارادہ میں پختہ ہیں ہماری جانیں خدا کے نبی کے قدموں پر نثار ہیں۔ اب فیصلہ اُس کے اختیار میں ہے۔ ہم اُس کا ہر فیصلہ قبول کریں گے۔ اِس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی تعلیم سمجھانی شروع کی اور خدا تعالیٰ کی توحید کے قیام کا وعظ کیا اور اُنہیں کہا کہ اگر وہ اسلام کی حفاظت اپنی بیویوں اور اپنے بچوں کی طرح کرنے کا وعدہ کرتے ہیں تو وہ آپ کے ساتھ جانے کیلئے تیار ہیں۔ آپ اپنی بات ختم کرنے نہ پائے تھے کہ مدینہ کے 72 جاں نثار یک زبان ہو کر چلائے ہاں! ہاں!! اُس وقت جوش میں اُنہیں مکہ والوں کی شرارتوں کا خیال نہ رہا اور اُن کی آوازیں فضاء میں گونج گئیں۔ عباسؓ نے اُنہیں ہوشیار کیا اور کہا خاموش! خاموش! ایسا نہ ہو کہ مکہ کے لوگوں کو اِس واقعہ کا علم ہو جائے۔ مگر اب وہ ایمان حاصل کر چکے تھے، اب موت اُن کی نظروں میں حقیر ہو چکی تھی۔ عباسؓ کی بات سن کر اُن کا ایک رئیس بولا۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہ! ہم ڈرتے نہیں، آپ اجازت دیجئے ابھی مکہ والوں سے لڑ کر اُنہوں نے جو ظلم آپ پر کئے ہیں اُس کا بدلہ لینے کو تیار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابھی خدا تعالیٰ نے مجھے اُن کے مقابل پر کھڑا ہونے کا حکم نہیں دیا۔ اِس کے بعد مدینہ کے لوگوں نے آپ کی بیعت کی اور یہ مجلس برخاست ہوئی۔

مکہ کے لوگوں کو اِس واقعہ کی بھنک پہنچ گئی اور وہ مدینہ کے سرداروں کے پاس شکایت لے کر گئے۔ لیکن چونکہ عبداللہ بن ابی ابن سلول مدینہ کے قافلہ کا سردار تھا اور اُسے خود اس واقعہ کا علم نہیں تھا اُس نے اُنہیں تسلی دلائی اور کہا کہ اُنہوں نے یونہی کوئی جھوٹی افواہ سن لی ہے ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا کیونکہ مدینہ کے لوگ میرے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتے۔ مگر وہ کیا سمجھتا تھا کہ اب مدینہ کے لوگوں کے دلوں میں شیطان کی جگہ خدا تعالیٰ کی بادشاہت قائم ہو چکی تھی۔ اِس کے بعد مدینہ کا قافلہ واپس چلا گیا۔

مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے ہجرت کی تیاری شروع کی۔ ایک کے بعد ایک خاندان مکہ سے غائب ہونا شروع ہوا۔ اب وہ لوگ بھی جو خدا تعالیٰ کی بادشاہت کا انتظار کر رہے تھے دلیر ہو گئے۔ بعض دفعہ ایک ہی رات میں مکہ کی ایک پوری گلی کے مکانوں کو تالے لگ جاتے تھے اور صبح کے وقت جب شہر کے لوگ گلی کو خاموش پاتے تو دریافت کرنے پر اُنہیں معلوم ہوتا تھا کہ اس گلی کے تمام رہنے والے مدینہ کو ہجرت کر گئے ہیں اور اسلام کے اِس گہرے اثر کو دیکھ کر جو اندر ہی اندر مکہ کے لوگوں میں پھیل رہا تھا وہ حیران رہ جاتے تھے۔

آخر مکہ مسلمانوں سے خالی ہو گیا، صرف چند غلام، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ مکہ میں رہ گئے۔ جب مکہ کے لوگوں نے دیکھا کہ اب شکار ہمارے ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے تو رؤساء پھر جمع ہوئے اور مشورے کے بعد اُنہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دینا ہی مناسب ہے۔ خدا تعالیٰ کے خاص تصرف سے آپ کے قتل کی تاریخ آپ کی ہجرت کی تاریخ سے موافق پڑی۔ جب مکہ کے لوگ آپ کے گھر کے سامنے آپ کے قتل کیلئے جمع ہو رہے تھے آپ رات کی تاریکی میں ہجرت کے ارادہ سے اپنے گھر سے باہر نکل رہے تھے۔ مکہ کے لوگ ضرور شبہ کرتے ہوں گے کہ اُن کے ارادہ کی خبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مل چکی ہو گی۔ مگر پھر بھی جب آپ اُن کے سامنے سے گزرے تو اُنہوں نے یہی سمجھا کہ یہ کوئی اور شخص ہے اور بجائے آپ پر حملہ کرنے کے سمٹ سمٹ کر آپ سے چھپنے لگ گئے، تا کہ اُن کے ارادوں کی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خبر نہ ہو جائے۔ اِس رات سے پہلے دن ہی آپ کے ساتھ ہجرت کرنے کیلئے ابوبکرؓ کو بھی اطلاع دے دی گئی تھی پس وہ بھی آپ کو مل گئے اور دونوں مل کر تھوڑی دیر میں مکہ سے روانہ ہو گئے اور مکہ سے تین چار میل پر ثور نامی پہاڑی کے سرے پر ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے۔ جب مکہ کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے چلے گئے ہیں تو اُنہوں نے ایک فوج جمع کی اور آپ کا تعاقب کیا۔ ایک کھوجی اُنہوں نے اپنے ساتھ لیا جو آپ کا کھوج لگاتے ہوئے ثور پہاڑ پر پہنچا۔ وہاں اُس نے اُس غار کے پاس پہنچ کر جہاں آپ ابوبکرؓ کے ساتھ چھپے ہوئے تھے یقین کے ساتھ کہا کہ یا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اِس غار میں ہے یا آسمان پر چڑھ گیا ہے۔ اُس کے اِس اعلان کو سن کر ابوبکرؓ کا دل بیٹھنے لگا اور اُنہوں نے آہستہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا دشمن سر پر آپہنچا ہے اور اب کوئی دم میں غار میں داخل ہونے والا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ ابوبکر! ڈرو نہیں خدا ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ ابوبکرؓ نے جواب میں کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! میں اپنی جان کیلئے نہیں ڈرتا کیونکہ میں تو ایک معمولی انسان ہوں مارا گیا تو ایک آدمی ہی مارا جائے گا یَارَسُوْلَ اللّٰہ! مجھے تو صرف یہ خوف تھا کہ اگر آپ کی جان کو کوئی گزند پہنچا تو دنیا میں سے روحانیت اور دین کا نام مٹ جائے گا۔ آپ نے فرمایا کوئی پرواہ نہیں یہاں ہم دو ہی نہیں ہیں تیسرا خدا تعالیٰ بھی ہمارے پاس ہے۔ چونکہ اب وقت آپہنچا تھا کہ خدا تعالیٰ اسلام کو بڑھائے اور ترقی دے اور مکہ والوں کیلئے مہلت کا وقت ختم ہو چکا تھا خدا تعالیٰ نے مکہ والوں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور اُنہوں نے کھوجی سے استہزاء شروع کر دیا اور کہا کیا اُنہوں نے اِس کھلی جگہ پر پناہ لینی تھی؟ یہ کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے اور پھر اِس جگہ کثرت سے سانپ بچھو رہتے ہیں یہاں کوئی عقلمند پناہ لے سکتا ہے اور بغیر اس کے کہ غار میں جھانک کر دیکھتے کھوجی سے ہنسی کرتے ہوئے وہ واپس لوٹ گئے۔

دو دن اِسی غار میں انتظار کرنے کے بعد پہلے سے طے کی ہوئی تجویز کے مطابق رات کے وقت غار کے پاس سواریاں پہنچائی گئیں اور دو تیز رفتار اُونٹنیوں پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی روانہ ہوئے۔ ایک اونٹنی پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رستہ دکھانے والا آدمی سوار ہوا اور دوسری اُونٹنی پر حضرت ابوبکرؓ اور ان کا ملازم عامر بن فہیرہ سوار ہوئے۔ مدینہ کی طرف روانہ ہونے سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ مکہ کی طرف کیا۔ اُس مقدس شہر پر جس میں آپ پیدا ہوئے، جس میں آپ مبعوث ہوئے اور جس میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے زمانہ سے آپ کے آباؤ اجداد رہتے چلے آئے تھے آپ نے آخری نظر ڈالی اور حسرت کے ساتھ شہر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے مکہ کی بستی! تو مجھے سب جگہوں سے زیادہ عزیز ہے مگر تیرے لوگ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔ اُس وقت حضرت ابوبکرؓ نے بھی نہایت افسوس کے ساتھ کہا اِن لوگوں نے اپنے نبی کو نکالا ہے اب یہ ضرور ہلاک ہوں گے۔

(جاری)

(نبیوں کا سردارؐ، صفحہ 54 تا 60، مطبوعہ قادیان 2014ء)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’مسجد کا حق ادا کرنا اور اسے جنت لے جانے کا ذریعہ بنانا اور اس کی تعمیر سے جنت میں ایک گھر بنانا ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو ہر احمدی کو سمجھ کر پھر اس پر عمل کرنے اور اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/اکتوبر 2019)

طالبِ دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(77) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کسی سفر میں تھے۔سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے۔یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں ۔ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردہ کا قائل نہیں ہوں۔مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے میں نے کہا مولوی صاحب! جواب لے آئے؟

(78) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ جن دنوں میں ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد بیمار تھا ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل کو اس کے دیکھنے کیلئے گھر میں بلایا اس وقت آپ صحن میں ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور صحن میں کوئی فرش وغیرہ نہیں تھا۔مولوی صاحب آتے ہی آپ کی چارپائی کے پاس زمین پر بیٹھ گئے ۔حضرت صاحب نے فرمایا مولوی صاحب چارپائی پر بیٹھیں ۔مولوی صاحب نے عرض کیا حضور میں بیٹھا ہوں اور کچھ اونچے ہو گئے اور ہاتھ چارپائی پر رکھ لیا ۔مگر حضرت صاحب نے دوبارہ کہا تو مولوی صاحب اُٹھ کر چارپائی کے ایک کنارہ پر پائنتی کے اوپر بیٹھ گئے ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب میں اطاعت اور ادب کا مادہ کمال درجہ پر تھا۔

(79) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔بیان کیا حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جماعت احمدیہ کپورتھلہ اور غیر احمدیوں کا وہاں کی مسجد کے متعلق ایک مقدمہ ہو گیا۔جس جج کے پاس یہ مقدمہ گیا وہ خود غیر احمدی تھا اور مخالف تھا۔اس نے اس مقدمہ میں خلاف پہلو اختیار کرنا شروع کیا۔اس حالت میں جماعت کپورتھلہ نے گھبرا کر حضرت مسیح موعود کو خطوط لکھے اور دعا کیلئے درخواست کی ۔حضرت صاحب نے ان کو جواب لکھا کہ **اگر میں سچا ہوں تو مسجد تم کو مل جائے گی** ۔مگر جج نے بدستور مخالفانہ روش قائم رکھی ۔آخر اس نے احمدیوں کے خلاف فیصلہ لکھا۔جس دن اس نے فیصلہ سنانا تھا اس دن وہ صبح کے وقت کپڑے پہن کر اپنی کوٹھی کے برآمدہ میں نکلا اور اپنے نوکر کو کہا کہ بوٹ پہنائے اور آپ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔نوکر نے بوٹ پہنا کر فیتہ باندھنا شروع کیا کہ یکلخت اسے کھٹ کی سی آواز آئی اس نے اوپر نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ اس کا آقا بے سہارا ہو کر کرسی پر اوندھا پڑا تھا۔اس نے ہاتھ لگایا تو معلوم ہوا مرا ہوا ہے گویا یکلخت دل کی حرکت بند ہو کر اسکی جان نکل گئی ۔اس کا قائم مقام ایک ہندو مقرر ہوا جس نے اسکے لکھے ہوئے فیصلہ کو کاٹ کر احمدیوں کے حق میں فیصلہ کر دیا۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل نے ذکر کیا کہ میں ایک دفعہ کپورتھلہ گیا تھا تو وہاں دیکھا کہ وہاں کی جماعت نے حضرت مسیح موعودؑ کی یہ عبارت کہ ’’**اگر میں سچا ہوں تو مسجد تم کو مل جائے گی**۔‘‘ خوبصورت موٹی لکھوا کر اسی مسجد میں نصب کرائی ہوئی ہے ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ کپورتھلہ کی جماعت بہت پرانی جماعت ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کے دیرینہ مخلصین میں سے ہے۔میں نے سنا ہوا ہے کہ ان کے پاس حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تحریر ہے جس میں لکھا ہے کہ میں امید کرتا ہوں کہ جس طرح کپورتھلہ کی جماعت نے دنیا میں میرا ساتھ دیا ہے اسی طرح جنت میں بھی میرے ساتھ ہوگی۔

(89) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ بیت الفکر میں (مسجد مبارک کے ساتھ والا حجرہ جو حضرت صاحب کے مکان کا حصہ ہے) لیٹے ہوئے تھے اور میں پاؤں دبا رہا تھا کہ حجرہ کی کھڑکی پر لالہ شرم پت یا شاید لالہ ملا وامل نے دستک دی۔میں اُٹھ کر کھڑکی کھولنے لگا مگر حضرت صاحب نے بڑی جلدی اُٹھ کر تیزی سے جا کر مجھ سے پہلے زنجیر کھول دی اور پھر اپنی جگہ جا کر بیٹھ گئے اور فرمایا آپ ہمارے مہمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہئے۔

(90) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ بشیر اوّل کی پیدائش کے وقت میں قادیان میں تھا ۔قریباً آدھی رات کے وقت حضرت مسیح موعودؑ مسجد میں تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا میاں عبداللہ اس وقت ہمارے گھر میں دردِ زِہ کی بہت تکلیف ہے ۔آپ یہاں یٰسین پڑھیں اور میں اندر جا کر پڑھتا ہوں اور فرمایا کہ یٰسین کا پڑھنا بیمار کی تکلیف کو کم کرتا ہے چنانچہ نزع کی حالت میں بھی اسی لئے یٰسین پڑھی جاتی ہے کہ مرنے والے کو تکلیف نہ ہو۔اور یٰسین کے ختم ہونے سے پہلے تکلیف دور ہو جاتی ہے۔اس کے بعد حضور اندر تشریف لے گئے اور میں یٰسین پڑھنے لگ گیا تھوڑی دیر کے بعد جب میں نے ابھی یٰسین ختم نہیں کی تھی آپ مسکراتے ہوئے پھر مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا ہمارے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔اسکے بعد حضرت صاحب اندر تشریف لے گئے اور میں خوشی کے جوش میں مسجد کے اوپر چڑھ کر بلند آواز سے مبارک باد مبارک باد کہنے لگ گیا۔

(91) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب میری شادی ہوئی اور میں ایک مہینہ قادیان ٹھہر کر پھر واپس دہلی گئی تو ان ایام میں حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے ایک خط لکھا کہ میں نے خواب میں تمہارے تین جوان لڑکے دیکھے ہیں۔والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ مجھے دو یاد تھے مگر حضرت صاحب فرماتے تھے کہ نہیں میں نے تین دیکھے تھے اور تین ہی لکھے تھے۔

(93) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات کے قریب بڑی کثرت سے اپنی وفات کے متعلق الہامات اور خوابیں شروع ہو گئی تھیں ۔جب آپ لاہور تشریف لے گئے تو وہاں زیادہ کثرت سے ایسے الہام ہونے شروع ہوئے ۔اس وجہ سے اور کچھ ویسے بھی میں نے گھبرا کر ایک دن حضرت صاحب سے کہا کہ چلو اب قادیان واپس چلیں ۔حضرت صاحب نے فرمایا کہ اب تو جب ہمیں خدا لے جائے گا تب ہی جائیں گے ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ بھی حضرت صاحب کی صداقت کی ایک دلیل ہے کہ باوجود اس کے کہ آپ کو اس کثرت سے اپنی وفات کے متعلق الہامات ہوتے تھے اور وفات کے قریب تو کثرت کا یہ حال تھا کہ گویا موت بالکل سر پر کھڑی ہے آپ اپنے کام میں اسی تندہی سے لگے رہے بلکہ زیادہ ذوق شوق اور محنت سے کام شروع کر دیا۔چنانچہ جس وقت آپ کی وفات ہوئی ان دنوں میں بھی آپ رسالہ پیغام صلح کی تصنیف میں مصروف تھے اور تقاریر کا سلسلہ بھی برابر جاری تھا کوئی اور ہوتا تو قرب موت کی خبر سے اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ جاتے اور کوئی مفتری ہوتا تو یہ وقت اس کے راز کے طشت از بام ہونے کا وقت تھا۔

(94) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ 25رمئی 1908ء کو عصر کی نماز کے بعد یعنی اپنی وفات سے صرف چند گھنٹے پیشتر حضور نے لاہور میں خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان پر جہاں نماز ہوا کرتی تھی ایک بڑی پر جوش تقریر فرمائی جس کی وجہ یہ تھی کہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی طرف سے ایک شخص مباحثہ کا چیلنج لے کر آپ کے پاس آیا تھا۔آپ نے مباحثہ کی شرائط کیلئے مولوی محمد احسن صاحب کو مقرر فرمایا اور پھر اس شخص کی موجودگی میں ایک نہایت زبردست تقریر فرمائی اور جس طرح جوش کے وقت آپ کا چہرہ سرخ ہو جایا کرتا تھا اسی طرح اس وقت بھی یہی حال تھا ۔اس تقریر کے بعض فقرے اب تک میرے کانوں میں گونجتے ہیں ۔فرمایا تم عیسیٰ کو مرنے دو کہ اسی میں اسلام کی زندگی ہے نیز فرمایا اب ہم تو اپنا کام ختم کر چکے ہیں۔

(97) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1889ء میں لدھیانہ میں بیعت کا اعلان کیا تو بیعت لینے سے پہلے آپ شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور کے بلانے پر اس کے لڑکے کی شادی پر ہوشیار پور تشریف لے گئے ۔میں اور میر عباس علی اور شیخ حامد علی ساتھ تھے۔راستہ میں یکہ پر حضور نے ہم کو اپنے اس چلّہ کا حال سنایا جس میں آپ نے برابر چھ ماہ تک روزے رکھے تھے۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ میں نے ایک چھینکا رکھا ہوا تھا اسے میں اپنے چوبارے سے نیچے لٹکا دیتا تھا تو اس میں میری روٹی رکھدی جاتی تھی پھر اسے میں اوپر کھینچ لیتا تھا۔میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے کہ شیخ مہر علی نے یہ انتظام کیا تھا کہ دعوت میں کھانے کے وقت رؤسا کیلئے الگ کمرہ تھا اور ان کے ساتھیوں اور خدام کے واسطے الگ تھا مگر حضرت صاحب کا یہ قاعدہ تھا کہ اپنے ساتھ والوں کو ہمیشہ اپنے ساتھ بٹھایا کرتے تھے چنانچہ اس موقع پر بھی آپ ہم تینوں کو اپنے داخل ہونے سے پہلے کمرہ میں داخل کرتے تھے اور پھر خود داخل ہوتے تھے اور اپنے دائیں بائیں ہم کو بٹھاتے تھے۔انہی دنوں میں ہوشیار پور میں مولوی محمود شاہ چھچھ ہزاروی کا وعظ تھا جو نہایت مشہور اور نامور اور مقبول واعظ تھا ۔حضرت صاحب نے میرے ہاتھ بیعت کا اشتہار دے کر انہیں کہلا بھیجا کہ آپ اپنے لیکچر کے وقت کسی مناسب موقع پر میرا یہ اشتہار بیعت پڑھ کر سنا دیں اور میں خود بھی آپ کے لیکچر میں آؤں گا۔اس نے وعدہ کر لیا۔چنانچہ حضرت صاحب اسکے وعظ میں تشریف لے گئے لیکن اس نے وعدہ خلافی کی اور حضور کا اشتہار نہ سنایا بلکہ جس وقت لوگ منتشر ہونے لگے اس وقت سنایا مگر اکثر لوگ منتشر ہو گئے تھے۔حضرت صاحب کو اس پر بہت رنج ہوا فرمایا ہم اسکے وعدہ کے خیال سے ہی اس کے لیکچر میں آئے تھے کہ ہماری تبلیغ ہوگی ورنہ ہمیں کیا ضرورت تھی ۔اس نے وعدہ خلافی کی ہے ۔میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے کہ پھر تھوڑے عرصہ کے اندر ہی وہ مولوی چوری کے الزام کے نیچے آکر سخت ذلیل ہوا۔

(سیرۃ المہدی، جلد 1، مطبوعہ قادیان 2007)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’ہر احمدی کو اپنے نمازوں کے جائزے لینے چاہئیں کہ
کیا ان کی پانچ وقت باقاعدگی سے نماز پڑھنے کی طرف توجہ ہے
اور پھر باجماعت نماز پڑھنے کی طرف توجہ ہے؟‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11راکتوبر 2019)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

وہ تقویٰ حاصل کرو جس سے تم خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت دعا کے فضل سے فیضیاب ہو

ہر احمدی کو یہ مقام حاصل کرنے کی طرف قدم بڑھاتے چلے جانا چاہئے

(تقویٰ کی حقیقت، فضیلت اور برکات کا قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے پر معارف بیان)

اختتامی خطاب۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع جلسہ سالانہ بلجیم منعقدہ 12 ستمبر 2004ء

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ۔ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ
(سورۃ الانفال:30)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمہارے لئے ایک امتیازی نشان بنا دے گا۔ اور تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا۔ اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ فضل عظیم کا مالک ہے۔

کسی بھی سچے دین کی نشانی یہ ہے کہ وہ کس قدر انسان کو اپنے پیدا کرنے والے خدا کی طرف لے جانے والا ہے۔ اور اپنے پیدا کرنے والے خدا کا خوف اور اس کی خشیت اپنے ماننے والوں کے دل میں پیدا کرتا ہے اور اس کی کیا تعلیم دیتا ہے؟ اگر جائزہ لیں تو صرف اسلام ہی اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ اگر تم خدا تعالیٰ تک پہنچنا چاہتے ہو تو اس کا خوف، ایسا خوف جو ایک محبت کا اظہار بھی رکھتا ہو، اپنے دلوں میں پیدا کرو تو خدا تعالیٰ کو راضی کرنے والے ہو گے۔ اس کی محبت اور پیار حاصل کرنے والے ہو گے، اور اسکے بے شمار فضلوں کے وارث بنو گے۔ لیکن یہ خوف، یہ خشیت صرف منہ سے بولنے یا باتوں کے اظہار سے ہی نہ ہو بلکہ اپنے عمل سے، اپنے ہر فعل سے، اپنے ہر قول سے اس بات کی تصدیق کر رہے ہو کہ ہمیں اپنے پیدا کرنے والے خدا سے حقیقی پیار ہے اور اس پیار کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اپنے دلوں میں اس کا خوف رکھتے ہیں۔

تو جب اللہ تعالیٰ کو ماننے والا، اسکی عبادت کرنے والا ایک شخص ہر طرح اسکے خوف کو اپنے سامنے رکھے گا اور اسکی عبادت بجالائے گا کہ کوئی دوسرا دنیاوی لالچ یا دنیاوی چیزوں کی محبت اسکے ایمان میں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس کی خشیت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھے گی تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم دیکھو گے کہ کس طرح میں تمہارے لئے امتیازی نشان ظاہر کروں گا۔ تم سوئے ہوئے ہو گے میں تمہاری حفاظت کیلئے جاگوں گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے میں اس کے حملے سے تمہیں بچاؤں گا۔ تم تکلیف میں ہو گے تو میں تمہاری تکلیف دور کرنے کے سامان پیدا کروں گا۔ جیسا کہ فرمایا وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا (الطلاق:3) یعنی جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو تکلیف سے نکالنے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال دے گا۔ اور جب اللہ تعالیٰ تکلیف سے نکالنے کے راستے نکالتا ہے تو ایسے ایسے راستے ہوتے ہیں کہ انسان کی عقل بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔ یہ بھی وعدہ فرماتا ہے کہ میں اپنے سے ڈرنے والے بندوں کیلئے اپنے عبادت گزار بندوں کیلئے غیب سے رزق کے بھی ایسے سامان پیدا کرتا ہوں کہ جس کے بارے میں انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ اب انسان کو آج کل کی مادی دنیا میں یہ خیال آ سکتا ہے کہ میں اپنے بیوی بچوں کیلئے اپنے لئے رزق کے کوئی سامان پیدا کروں۔ تو جب انسان رزق کے لئے کوشش کر رہا ہوتا ہے تو اگر اللہ نہ چاہے تو اس کی جتنی چاہے کوشش ہو وہ رزق جس کے حاصل کرنے کیلئے وہ کوشش کر رہا ہوتا ہے وہ اسکو نہیں ملتا۔ یا جتنا اس کی خواہش ہوتی ہے اُس حد تک نہیں ملتا۔ روز دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کاروبار ہوتے ہیں، اچھے بھلے کاروبار چل رہے ہوتے ہیں لیکن ان کے مالک راتوں رات دیوالیہ ہو جاتے ہیں، پیسے پیسے کے محتاج ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ یہاں ریسٹورینٹس میں غلط قسم کے کام نہیں چھوڑتے کہ بھوکوں مر جائیں گے۔ یا پہلے کر رہے تھے تو جب میں نے اس طرف توجہ دلائی تو اکثریت نے یہ کام چھوڑ دیئے اور اللہ تعالیٰ نے ان چھوڑنے والوں میں سے اکثریت کو پہلے سے بہتر کام مہیا کر دیئے۔ کیونکہ انہوں نے خدا کی خاطر یہ کام چھوڑے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی اپنا یہ وعدہ پورا کیا کہ وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (الطلاق:4) اور اسے وہاں سے رزق دے گا جہاں سے رزق آنے کا اس کو خیال بھی نہیں ہوگا۔ یا اتنا دے گا جتنا اس کو خیال بھی نہیں ہوگا۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ رزق دینا تقویٰ کے ساتھ مشروط ہے۔ اگر کسی کو کام چھوڑ کر بہتر کام نہیں ملا اور تو اس کو چاہئے کہ اَور بھی زیادہ اللہ تعالیٰ سے لَو لگائے۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (الطلاق:3-4) یعنی جو خدا کا متقی اور اسکی نظر میں متقی بنتا ہے اس کو خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی تنگی سے نکالتا اور ایسی طرز سے رزق دیتا ہے کہ اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ کہاں سے اور کیونکر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ برحق ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا اور بڑا رحیم کریم ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا بنتا ہے وہ اسے ہر ذلت سے نجات دیتا اور خود اس کا حافظ و ناصر بن جاتا ہے۔ مگر وہ جو ایک طرف دعویٰ اتقا کرتے ہیں اور دوسری طرف شاکی ہوتے ہیں کہ ہمیں وہ برکات نہیں ملے، ان دونوں میں سے ہم کس کو سچا کہیں اور کس کو جھوٹا؟۔ خدا تعالیٰ پر ہم کبھی الزام نہیں لگا سکتے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (آل عمران:10) خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ ہم اس مدعی کو جھوٹا کہیں گے۔ اصل یہ ہے کہ ان کا تقویٰ یا ان کی اصلاح اس حد تک نہیں ہوتی کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل وقعت ہو یا وہ خدا کے متقی نہیں ہوتے۔ لوگوں کے متقی اور ریاکار انسان ہوتے ہیں۔ سو ان پر بجائے رحمت اور برکت کے لعنت کی مار ہوتی ہے جس سے سرگرداں اور مشکلات دنیا میں مبتلا رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ متقی کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ اپنے وعدوں کا پکا اور سچا ہے اور پورا ہے۔

فرمایا: ”رزق بھی کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ یہ بھی تو ایک رزق ہے کہ بعض لوگ صبح سے شام تک ٹوکری ڈھوتے ہیں اور برے حال سے شام کو دو تین آنے ان کے ہاتھ میں آتے ہیں۔ یہ بھی تو رزق ہے مگر لعنتی رزق ہے۔ نہ رزقِ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ۔ حضرت داؤدؑ زبور میں فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا، جوان ہوا، جوانی سے اب بڑھاپا آیا مگر میں نے کبھی کسی متقی اور خدا ترس کو بھیک مانگتے نہ دیکھا اور نہ اس کی اولاد کو در بدر دھکے کھاتے اور ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ یہ بالکل سچ ہے اور راست ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا اور ان کو دوسرے کے آگے ہاتھ پسارنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ بھلا اتنے جو انبیاء ہوئے ہیں، اولیاء گزرے ہیں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ بھیک مانگا کرتے تھے یا ان کی اولاد پر مصیبت پڑی ہو کہ وہ در بدر خاک بسر ٹکڑے کے واسطے پھرتے ہوں؟ ہر گز نہیں“۔ فرمایا: میرا تو اعتقاد ہے کہ ایک آدمی باخدا اور سچا متقی ہو تو اس کی سات پشت تک بھی خدا رحمت اور برکت کا ہاتھ رکھتا اور ان کی خود حفاظت فرماتا ہے۔“
(ملفوظات جلد سوم صفحہ 181-182)

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح کر دیا کہ اگر کہیں کسی وجہ سے کوئی کمی رہ گئی ہے تو وہ ہماری کسی کمزوری کی وجہ سے ہے اس لئے استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ عبادات کی طرف توجہ دیں تو اللہ تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے انشاء اللہ جلد بہتری کے سامان بھی پیدا فرمائے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بھی امتیازی نشان دکھاؤں گا کہ تمہارے کاموں میں آسانیاں پیدا کروں گا جیسا کہ فرمایا وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا (الطلاق:5) اور جو کوئی اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اللہ ضرور اسکے معاملے میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔ تو یہاں پھر وعدے کو دہرا دیا کہ اگر تمہارے رزق میں تنگی ہے، تمہارے کاموں میں روک ہے تو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، اسکے آگے جھکو، اس سے فریاد کرو، اپنے آپ کو پاک کرو، نمازوں کی ادائیگی کرو، اس سے ڈرتے ہوئے اس کے تمام حکموں پر عمل کرو تو پھر اللہ تعالیٰ ایسا نہیں جو پھر بھی تمہیں مشکل میں گرفتار رکھے۔ وہ ضرور تمہارے لئے آسانیاں پیدا کر دے گا، آسانیوں کے سامان پیدا کر دے گا۔ بعض دفعہ آزمائش بھی ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ آزماتا بھی ہر ایک کو اس کی طاقت کے مطابق ہے۔ اس لئے جب کسی پر ایسی آزمائش آتی ہے تو اپنے وعدوں کے مطابق ہی ان کیلئے آسانیوں کے سامان بھی پیدا فرما دیتا ہے۔

پھر فرمایا کہ تمہاری برائیاں بھی اس تقویٰ کی وجہ سے دور ہو جائیں گی۔ جب برائیاں بھی دور ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادتوں کی وجہ سے یہ بھی پتہ چل گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرما رہا ہے اور یہاں اس دنیا میں بھی سامان پیدا فرما رہا ہے کہ دنیا بھی جنت نظیر نظر آ رہی ہے تو پھر ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں پر اور بھی پختہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ نیک اعمال کرنے کی وجہ سے، اس وجہ سے کہ بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف اور تقویٰ ہے ایک مومن بندہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی طرف مزید ترقی کرنے کی کوشش کرتا ہے اور جب وہ اس طرف ترقی کرے گا تو دائمی جنتوں کا وارث بھی ٹھہرے گا۔

پس ہر احمدی کو ہمیشہ یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جو فضل عظیم کا مالک ہے، صرف مالک ہی نہیں ہے بلکہ وہ فضل اپنے بندوں میں بانٹنے کی طاقت بھی رکھتا ہے۔ لیکن اس نے فرمایا ہے کہ میرے فضل حاصل کرنے کیلئے تقویٰ پر قدم مارو، مجھ سے ڈرو، میری عبادت کرو، میرے بندوں کے حقوق ادا کرو، اللہ کا تقویٰ اختیار کئے رکھو تو تب ان فضلوں کے وارث بن جاؤ گے۔

اسی آیت کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ”اے وے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو اور اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہو تو خدا تعالیٰ تمہیں وہ چیز عطا کرے گا (یعنی روح القدس) جس کے ساتھ تم غیروں سے امتیاز کلّی پیدا کر لو گے اور تمہارے لئے ایک نور مقرر کر دے گا (یعنی روح القدس) جو تمہارے ساتھ ساتھ چلے گا۔ قرآن کریم میں روح القدس کا نام نور ہے۔“ (آئینۂ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 97-98)

فرمایا کہ تقویٰ کی وجہ سے تم اللہ کی تائیدات حاصل کرنے والے ہو گے اور ان تائیدات اور نور کی وجہ سے وہ تمہیں ہر اس چیز سے نوازے گا جو متقی کیلئے اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھی ہے۔ جن کا متعدد جگہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر بھی فرمایا ہے اور جن میں چند ایک کا میں ذکر کر آیا ہوں۔ تمہارے اور غیر میں ہر لحاظ سے ایک فرق ہوگا۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ”اے ایمان لانے والو اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔“
(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 177)

یعنی اسکی اس تقویٰ پر اگر قائم رہو اور مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ مستقل مزاجی ہو شیطان سے بچنے کیلئے استغفار کرتے رہو۔ تو پھر دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح تمہارے اور غیر میں فرق ظاہر کرتا ہے۔ اور کس طرح تمہاری غیرت رکھتا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ”اے مومنو اگر تم متقی بن جاؤ تو تم میں اور تمہارے غیر میں خدا تعالیٰ ایک فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق کیا ہے؟ کہ تمہیں ایک نور عطا کیا جائے گا جو تمہارے غیر میں ہرگز نہیں پایا جائے گا۔ یعنی نور الہام اور نور اجابت دعا اور نور کرامات اصطفاء“ (آئینۂ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 296) اور فرق کس طرح ظاہر کرے گا۔ تمہاری غیرت کس طرح رکھے گا اور وہ اس طرح کہ تمہیں ایک ایسا نور عطا کرے گا جس سے تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کے فضل سے بھی نوازے جاؤ گے، اس سے تم قبولیت دعا کے بھی معجزات دیکھو گے۔ اس لئے وہ تقویٰ حاصل کرو جس سے تم خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت دعا کے فضل سے فیض یاب ہو۔ غیر جس میں تقویٰ نہیں اور صحیح ادراک نہیں اللہ تعالیٰ کا صحیح عرفان نہیں، اسکی طرح پیروں کی گدیوں پر چکر نہیں لگاتے رہو۔ پیروں

اور فقیروں کی قبروں پر سجدے کر کے شرک اور گناہ میں گرفتار نہ ہو۔ بلکہ تقویٰ اور روح القدس کے نور کی وجہ سے تم یہ کرو گے تو براہ راست خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے قبولیت دعا کے نظارے دیکھو گے۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ یہی امتیازی نشان ہے جو تم میں اور تمہارے غیر میں ہے۔

پس ہر احمدی کو یہ مقام حاصل کرنے کی طرف قدم بڑھاتے چلے جانا چاہئے۔ نیکیوں میں سبقت لے جاتے چلے جانا چاہئے اور اس سے پھر تمہارے اندر خدا تعالیٰ وہ طاقتیں پیدا کرے گا جس سے تم خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور چنیدہ بندوں کی طرح قبولیت دعا کے معجزات دکھاؤ گے۔

پس یہ تقویٰ کے معیار ہیں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ میں پیدا کئے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس غلامی کے صدقے اپنے صحابہ میں پیدا کئے اور یہی آئندہ ہمیشہ اپنی جماعت میں پیدا کرنے کی خواہش اور کوشش کی اور توقع رکھی۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہو سکتی۔ حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتی ہے۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّیُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ (الانفال: 30) وَیَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ (الحدید: 29) یعنی اے ایمان لانے والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کیلئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے۔ یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آ جائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا اور تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہو گا''۔ تمہاری بات میں نور ہوگا۔''اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا۔ اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا۔ اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہیں نورانی ہو جائیں گی۔ غرض جتنی تمہاری راہیں، تمہارے قویٰ کی راہیں، تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے۔'' (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 177-178)

اللہ کرے کہ ہر احمدی اس نور سے بھر جائے۔ اور ہر احمدی کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ یہ تقویٰ حاصل کرنے کیلئے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرے، اللہ تعالیٰ کا خوف اسکے دل میں پیدا ہو اور اس کیلئے کوشش بھی کرے اور سب سے بڑھ کر کوشش اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا۔ پس ہر احمدی کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔ عبادتوں کی طرف بھی توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے۔ اس طرف ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کس طرح توجہ دلائی ہے اس بارے میں چند احادیث پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو قطرے ایسے ہیں کہ جن سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز پیاری نہیں۔ ایک خوف خدا کے نتیجہ میں آنسوؤں کا قطرہ اور دوسرے راہ خدا میں بہنے والا خون کا قطرہ۔ اسی طرح دو نشان ایسے ہیں جو خدا کو سب سے بڑھ کر پیارے ہیں ایک وہ نشان جو راہ خدا میں جسم پر لگے اور دوسرا ایسا نشان جو کسی الٰہی فریضہ کی ادائیگی میں لگے۔

(سنن الترمذی ابواب فضائل الجہاد)

تو دیکھیں عبادت کرنے والے کا ایک مومن کے تقویٰ کی وجہ سے اللہ کی خشیت کی وجہ سے نکلا ہوا آنسو کا ایک قطرہ بھی جو ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کو اسی طرح پیارا ہے جس طرح خدا کی راہ میں بہنے والا خون کا قطرہ۔ اب آج کل کی جہادی تنظیمیں جو دلیل دے کر شور مچاتی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں بہنے والا خون خدا تعالیٰ کو بہت پیارا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جس جہاد کا نام لیتے ہیں وہ تقویٰ سے عاری ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں تو اس کو بھی جہاد کہہ دیتے ہیں۔ پھر جس طرح ظالمانہ طور پر بلا تخصیص عورتوں بچوں بوڑھوں کو مارا جاتا ہے، قتل کیا جاتا ہے، اسکی کہیں اسلام میں اجازت نہیں، یہ کوئی جہاد نہیں ہے۔ پھر خودکش حملے کئے جاتے ہیں اور خودکشی اسلام میں حرام ہے۔ یہ کون سا جہاد ہو گیا۔ ان ساری حرکات کے باوجود کہیں بھی ان نام نہاد لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید نظر نہیں آتی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی خاطر جہاد کرنے والوں کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ کامیاب ہوں گے۔ ان لوگوں کی تو ایک جگہ بھی کامیابی نظر نہیں آ رہی اور سب سے بڑھ کر آجکل کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کر رہے ہیں اس لئے یہ جہاد ہے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو، مہدی موعود کو مبعوث فرمایا اس کے بعد ان احکامات پر ہی عمل کرنا ہے اور ان میں ہی برکت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی کیونکہ یہ لوگ عمل نہیں کر رہے اس لئے ان عام مسلمانوں سے یہ برکتیں بھی ساری اٹھ چکی ہیں۔ یہ اس جہاد کی طرف کیوں نہیں آتے جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو بہا کر کیا جائے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے کیا جائے۔ یہ کیوں نہیں دعائیں کرتے اور دعائیں کر کے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کرتے۔ اگر اس طرح کر لیں تو پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح تائیدات سے نوازتا ہے۔ لیکن یہ لوگ بدقسمت ہیں۔ آج اگر یہ چیزیں نظر آ سکتی ہیں تو صرف اور صرف احمدیوں میں ہی نظر آئیں گی۔ اور اس احمدی میں نظر آئیں گی جس نے صحیح طور پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لا کر تقویٰ کو حاصل کرنے کی کوشش کی، تقویٰ میں بڑھنے کی کوشش کی اور اسکے بغیر یہ ممکن ہی نہیں۔

ایک اور روایت میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی خشیت سے روتا ہے وہ کبھی آگ میں نہ جائے گا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے گا۔ (یعنی ناممکن بات ہے) اور خدا کی راہ میں انسان کے جسم پر لگا ہوا غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ (سنن الترمذی ابواب فضل الجہاد)

تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھنے والے کا مقام کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر دوزخ حرام کر دی، جہنم حرام کر دی۔ پس یہ فرقان ہے جو ایک احمدی کو غیروں سے ممتاز کرتا ہے۔ اس روح کو اپنے اندر پیدا کریں اور اپنے بیوی بچوں کے اندر بھی پیدا کریں۔

ایک روایت میں آتا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ یہ خشیت کس طرح پیدا ہوگی؟ اللہ تعالیٰ کا خوف بھی تبھی دل میں پیدا ہوگا جب ہر وقت یہ خیال رہے گا کہ میں خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں، خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور خاص طور پر نمازوں کے اوقات میں یہ ضرور احساس ہونا چاہئے۔ ایک دفعہ ایک سوال کرنے والے نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ احسان کیا ہے؟۔ فرمایا کہ تو اللہ کی خشیت اختیار کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے ضرور دیکھ رہا ہے۔ (مسلم کتاب الایمان باب الاسلام ماھو و بیان خصالہ) یہ احساس دل میں رہنا چاہئے۔

پھر ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دن اللہ تعالیٰ کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا اس دن اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا۔ اول امام عادل۔ دوسرے وہ نوجوان جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے جوانی بسر کی۔ تیسرے وہ آدمی جس کا دل مسجدوں کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ چوتھے وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اسی پر وہ متحد ہوئے اور اسی کی خاطر ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔ پانچویں وہ پاکباز مرد جس کو خوبصورت اور بااقتدار عورت نے بدی کیلئے بلایا لیکن اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ چھٹے وہ سخی جس نے اس طرح پوشیدہ طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہ ہوئی کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا اور ساتویں وہ مخلص جس نے خلوت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی محبت اور خشیت سے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ و فضل المساجد)

تو تین باتیں تو ایسی ہیں جن کا تقویٰ سے تعلق ہے جن کا براہ راست اللہ تعالیٰ کی عبادت سے تعلق ہے اور باقی بھی سب اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کی وجہ سے ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیونکہ میری خشیت کی وجہ سے ساری باتیں ہو رہی ہیں اس لئے تمام ایسے عمل کرنے والے میرے سایہ رحمت میں ہوں گے۔

ایک روایت میں آتا ہے ابونضرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے بتایا جس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع سنا جو آپ نے ایام منیٰ میں دیا تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا: اے لوگو! تمہارا خدا ایک ہے تمہارا باپ ایک ہے یاد رکھو کہ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی سرخ و سفید رنگ والے کو کسی سیاہ رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو کسی سرخ و سفید رنگ والے پر کسی طرح کی کوئی فضیلت نہیں۔ ہاں تقویٰ وجہ ترجیح اور فضیلت ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا مَیں نے یہ اہم پیغام پہنچا دیا ہے؟ لوگوں نے بلند آواز میں عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے یہ پیغام حق پہنچا دیا ہے۔ (مسند احمد کتاب باقی مسند الانصار) تو جو آخری نصیحت آپ نے فرمائی اس میں بھی تقویٰ کی طرف توجہ دلائی۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی چیز سب سے زیادہ جنت میں داخل کرنے والی ہوگی۔ فرمایا تقویٰ اور حسن خلق۔ نیز پوچھا گیا کہ کونسی چیز سب سے زیادہ آگ میں داخل کرنے والی ہوگی۔ فرمایا اَلْاَجْوَفَانِ یعنی منہ اور شرم گاہ۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الزھد) اس سے ایک چیز یہ بھی پتہ لگ رہی ہے گویا کہ جتنا زیادہ تقویٰ پیدا ہوگا اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں ہوگا اتنا ہی بندوں سے حسن سلوک سے پیش آنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔

اس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ متقی وہی ہے جو اعلیٰ اخلاق کا بھی مالک ہے۔ نہیں تو اس کی عبادات میں بات بات پر رونا اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ بعض لوگ عادتاً بھی روتے ہیں۔ ذرا سی بات ہو جائے اور پہلے نام اللہ کا لیتے ہیں۔ بعض لوگ ظلم کرنے کے بعد اللہ کا نام لے کر اس طرح رو رہے ہوتے ہیں جس طرح ان سے زیادہ اللہ کا خوف رکھنے والا کوئی نہیں ور ان سے زیادہ مظلوم کوئی نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت اور اس کی خشیت کا غلبہ دل پر ہو اور اس میں ایک رقت اور گدازش پیدا ہو کر خدا کیلئے ایک قطرہ بھی آنکھ سے نکلے تو وہ یقیناً دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ پس انسان اس سے دھوکہ نہ کھائے کہ مَیں بہت روتا ہوں اس کا فائدہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ آنکھ دکھنے آ جائے گی اور یوں امراض چشم میں مبتلا ہو جائے گا''۔ یعنی زیادہ رونا کوئی کام نہیں ہے اگر اللہ کے خوف کے بغیر رویا جا رہا ہے۔ اس کا سوائے اس کے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا کہ آنکھ دکھنے آ جائیں۔

فرمایا: ''مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے حضور اسکی خشیت سے متاثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ لیکن یہ گریہ و بکا نصیب نہیں ہوتا جب تک کہ خدا کو خدا اور اسکے رسول کو رسول نہ سمجھے اور اس کی سچی کتاب پر اطلاع نہ ہو۔ اور نہ صرف اطلاع بلکہ ایمان'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 272-273 جدید ایڈیشن) یعنی قرآن کریم پڑھا بھی ہو، اس کا علم بھی ہو، اس کے سمجھنے کی کوشش بھی ہو اور اس پر ایمان بھی ہو کہ اس کے ہر حکم پر عمل کرنا ضروری ہے اور نہ عمل کرنے سے اللہ کی ناراضگی ہے اور پھر جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ عادتاً رونے والوں کے بارے میں واضح ہو گیا۔ کیونکہ بہت سارے لوگ ہیں جب ان کے معاملات آئیں تو کیونکہ رونا جلدی آ جاتا ہے اس لئے اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کر دیتے ہیں۔ اور پھر بظاہر وہ جماعت میں ایکٹو (Active) بھی نظر آ رہے ہوتے ہیں اس لئے ان کی باتوں پر یقین بھی کر لیا جاتا ہے۔ لیکن ایسے حقوق غصب کرنے والے یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے وہ دلوں کا حال جانتا ہے ایسے آنسو بھی ان کے منہ پر مارے جائیں گے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے ایام میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جو تمہارا رب ہے اور پانچ نمازیں ادا کرو ماہ رمضان کے روزے رکھو۔ اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے امراء کی اطاعت کرو پھر اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ، باب ما ذکر فی فضل الصلوٰۃ)

تو یہاں مومن کی پانچ نشانیاں بتائی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہو، اس کا خوف ہو، نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ ہو، رمضان میں روزے رکھنے والے ہوں، زکوٰۃ یا مالی قربانی کرنے والے ہوں، پھر اطاعت گزار ہوں، نظام کی، امیر کی، عہدیداران کی اطاعت کرنے والے ہوں گویا تقویٰ پر وہی قائم سمجھا جائے گا جو ان چار باتوں کا بھی اہتمام کرتا ہوگا۔ یعنی نمازیں پڑھنے والا، روزے رکھنے والا، مالی قربانیاں کرنے والا اور اطاعت کرنے والا۔

حضرت زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں کہ میں آپ کو وہ دعا بتاتا ہوں کہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ آپ ان الفاظ میں دعا مانگا کرتے تھے ''اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَكّٰهَا'' اے اللہ میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر اور اس کو خوب پاک صاف کر دے اور تو ہی سب سے بہتر ہے جو اس کو صاف کر سکے۔

(مسلم کتاب الذکر والدعاء باب 73)

ایک روایت میں یوں دعا آئی ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی کہ اے اللہ میں تجھ سے ہدایت تقویٰ پاک دامنی اور غنیٰ مانگتا ہوں۔ (مسلم کتاب الذکر والدعا)

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے

خوف کی وجہ سے، خشیت کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ سے اس طرح مانگتے تھے تو ہمیں اس بارے میں کس قدر کوشش کرنی چاہئے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا بلکہ آپؐ فرماتے تھے (دعا کسی نے سنی، آگے بیان کی) کہ ’’اے اللہ میں عاجز آ جانے اور سستی سے بزدلی سے بخل سے اور انتہائی بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا فرما اور اس کو پاک کر کیونکہ تو ہی اس کا بہترین تزکیہ کرنے والا ہے۔ تو ہی اس کا ولی ہے تو ہی اس کا آقا ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو فائدہ نہ دے اور ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور ایسے نفس سے جو اس پر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو مقبول نہ ہو۔ بعض باتیں اس میں مزید کھول کر بیان فرما دی ہیں۔ تو ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کس حد تک اسکے دل میں اللہ کی خشیت ہے۔ کیونکہ وہ معیار تبھی حاصل ہو سکتے ہیں جب ہر ایک دوسرے کو دیکھنے کی بجائے اپنے آپ کا جائزہ لے، اپنے آپ کو دیکھے۔ بہت ساری باتیں کی جاتی ہیں واضح رپورٹیں ملتی ہیں۔ آپس میں اگر جھگڑے ہیں تو ایک جھگڑنے والا دوسرے کو کہہ رہا ہوتا ہے کہ تمہارے بارے میں خطبہ آیا تھا۔ میاں بیوی کے جھگڑے ہیں تو بیوی میاں کو کہہ رہی ہوتی ہے، میاں بیوی کو کہہ رہا ہوتا ہے کہ تمہارے بارے میں خطبہ تھا، اپنا جائزہ کوئی نہیں لیتا۔ اگر اپنے گریبان میں جھانکیں تو تقویٰ پہ قائم ہو جائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ’’قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیز گاری کیلئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کیلئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کیلئے حرکت دیتی ہے اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کیلئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک فتنہ سے محفوظ رہنے کیلئے حصن حصین ہے۔‘‘ ایک مضبوط قلعہ ہے۔ ’’ایک متقی انسان بہت سے ایسے فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ سکتا ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بسا اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں اور اپنی جلد بازیوں اور بدگمانیوں سے قوم میں تفرقہ ڈالتے اور مخالفین کو اعتراض کا موقع دیتے ہیں۔‘‘

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 342)

پھر آپ نے فرمایا: ’’متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلفِ حقوق، ریا، عجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو تو اخلاق رذیلہ سے پرہیز کر کے ان کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ یہ تمام برائیاں گنائی گئی ہیں لوگوں کے حق کے مارنا، بناوٹ، تصنع، فخر، ذلیل کسی کو سمجھنا، کنجوسی کرنا، ان کو چھوڑ کے پھر ان سے پرہیز کر کے فرمایا کہ ’’ان کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ لوگوں سے مروت، خوش خلقی، ہمدردی سے پیش آوے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے۔ خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔ ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے۔ اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں وہی اصل متقی ہوتے ہیں۔ (یعنی اگر ایک ایک خلق فرداً فرداً کسی میں ہوں تو اسے متقی نہ کہیں گے)‘‘ اگر کوئی ایک خلق بھی ہے اور باقی نہیں تو وہ متقی نہیں کہلائے گا ’’جب تک بحیثیت مجموعی اخلاق فاضلہ اس میں نہ ہوں) اور ایسے ہی شخصوں کیلئے لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرة:62) ہے اور اسکے بعد ان کو کیا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا متولی ہو جاتا ہے جیسے کہ وہ فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف: 197) حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتے ہیں۔ ان کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں۔ ان کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتے ہیں۔ ان کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتے ہیں۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ جو میرے ولی کی دشمنی کرتا ہے مَیں اس سے کہتا ہوں کہ میرے مقابلہ کیلئے تیار رہو۔ ایک جگہ فرمایا ہے کہ جب کوئی خدا کے ولی پر حملہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر ایسے جھپٹ کر آتا ہے جیسے ایک شیرنی سے کوئی اسکا بچہ چھینے تو وہ غضب سے جھپٹتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 680-681 جدید ایڈیشن)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’تم اسکی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو۔ اور اپنے مولا کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دلبرداشتہ رہو۔ اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کیلئے زندگی بسر کرو۔ اور اس کیلئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی۔ اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔‘‘

(کشتیٔ نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

اللہ کرے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق پر عمل کرنے والے ہوں اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستوں پر چل کر تقویٰ اور خشیت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش کے مطابق آپ کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے والے ہوں۔ اور ہم میں سے ہر ایک دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دیکھنے والا ہو اور جلسہ کی جو برکات آپ نے حاصل کی ہیں ہمیشہ آپ کی زندگیوں کا حصہ رہیں۔

اللہ آپ کے ساتھ ہو اور اپنی حفظ وامان میں رکھے، خیریت سے اپنے اپنے گھروں میں لے جائے۔ اس وقت کی حاضری ہے 1589 گزشتہ سال 766 اور اس وقت 13 ملکوں کی نمائندگی بھی یہاں ہے اللہ کے فضل سے۔ اب دعا کر لیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 18 فروری 2005)

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

ہے کہ ارواح اور اجسام کو غیر مخلوق اور خود بخود ماننے سے ان تمام صفاتِ کاملہ الٰہیہ میں سے کوئی بات بھی قائم نہیں رہ سکتی اور ایک ایسا سخت صدمہ اسکی شان خدائی پر پہنچتا ہے کہ اس میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ (ایضاً صفحہ 144)

یہ کیسا پرمیشر جو نہ ربّ ہے نہ خالق ہے نہ مالک ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : اگر سب ارواح اور اجسام خود بخود پرمیشر کی طرح قدیم اور انادی ہیں اور اپنے اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہیں تو پرمیشر اس دعویٰ کا ہرگز مجاز نہیں رہا کہ میں ان چیزوں کا ربّ اور پیدا کنندہ ہوں...... مثلاً اگر کوئی بچہ بنا بنایا آسمان سے گرے یا زمین کے خمیر سے خود پیدا ہو جائے تو کسی عورت کو یہ دعویٰ ہرگز نہیں پہنچتا کہ یہ میرا بچہ ہے بلکہ اس کا بچہ وہی ہوگا جو اس کے پیٹ سے نکلا ہے سو جو خدا کے ہاتھ سے نکلا ہے وہی خدا کا ہے اور جو اس کے ہاتھ سے نہیں نکلا وہ اس کا کسی طور سے نہیں ہو سکتا۔ (ایضاً صفحہ 146)

ایک گناہ کے بدلے دو لاکھ جون کی سزا ۔ اللہ اللہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : اگر ہندوؤں کا پرمیشر قطع نظر ایک لاکھ جون کے ایک گناہ کے عوض میں صرف ایک جون کی سزا پر ہی کفایت کرے تب بھی اس بے انتہا سلسلہ کا انقطاع محال ہے چہ جائیکہ ایک گناہ کے بدلے میں دو لاکھ کے قریب جون بھگتنی پڑے اور پھر اس گناہ سے فراغت ہو کر دوسرے گناہ کی سزا نئے سرے سے شروع ہو اور ایک طرف بندہ سزائیں پاتا جائے اور ایک طرف نئے گناہ جو اس کی فطرت کو لگے ہوئے ہیں اور ہر دم اور ہر لحظہ اس سے صادر ہو رہے ہیں انبار کے انبار جمع ہوتے جائیں۔ پس جبکہ حقیقت گناہ یہ ہے اور اس سے مخلصی پانا عندالعقل محال ہے تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ اگر مکتی پانا اسی بات پر موقوف ہے کہ کسی قسم کا گناہ باقی نہ رہے اور کسی نوع سے خطا صادر نہ ہو سکے تو آریوں کے مکتی پانے کے کوئی لچھن نظر نہیں آتے۔ (ایضاً صفحہ 154)

ہم رُوحوں کا مخلوق ہونا ثابت کرتے ہیں ماسٹر صاحب انکا غیر مخلوق ہونا ثابت کریں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : اور اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ ارواح کا حادث اور مخلوق ہونا قرآن شریف میں بڑے بڑے قوی اور قطعی دلائل سے بیان کیا گیا ہے...... **اوّل** یہ بات بہ بداہت ثابت ہے کہ تمام روحیں ہمیشہ اور ہر حال میں خدائے تعالیٰ کی ماتحت اور زیر حکم ہیں اور بجز مخلوق ہونے کے اور کوئی وجہ موجود نہیں جس نے روحوں کو ایسے کامل طور پر خدائے تعالیٰ کی ماتحت اور زیر حکم کر دیا ہو سو یہ روحوں کے حادث اور مخلوق ہونے پر اول دلیل ہے۔ **دوم** یہ بات بھی بہ بداہت ثابت ہے کہ تمام روحیں خاص خاص استعدادوں اور طاقتوں میں محدود اور محصور ہیں جیسا کہ بنی آدم کے اختلاف روحانی حالات و استعدادات پر نظر کر کے ثابت ہوتا ہے اور یہ تحدید ایک محدد کو چاہتی ہے جس سے ضرورت محدث کی ثابت ہو کر (جو محدد ہے) حدوث روحوں کا بہ پایۂ ثبوت پہنچتا ہے۔ **سوم** یہ بات بھی کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ تمام روحیں عجز و احتیاج کے داغ سے آلودہ ہیں اور اپنی تکمیل اور بقا کیلئے ایک ایسی ذات کی محتاج ہیں جو کامل اور قادر اور عالم اور فیاض مطلق ہو اور یہ امر انکی مخلوقیت کو ثابت کرنے والا ہے۔ (ایضاً صفحہ 167) جگہ کی کمی کے باعث ہم نے صرف تین دلائل پیش کئے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے آخر پر فرمایا : اگر ماسٹر صاحب کا وید بھی کچھ علم الٰہی سے حصہ رکھتا ہے تو انہیں لازم ہے کہ اس وقت بمقابلہ قرآن شریف کے وید کے وہ دلائل عقلیہ پیش کریں جن کی رو سے غیر مخلوق اور غیر محدث ہونا روحوں کا ثابت ہوتا ہے۔ (ایضاً صفحہ 170)

کثرت گناہ برسات کے موسم میں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : بموجب قرارداد وید کے جو لوگ نہایت درجہ کے ذلیل گناہ کرتے ہیں وہ کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض بنتے ہیں اور انسان کی جون انہیں کو ملتی ہے جن کا گناہ کچھ خفیف ہو...... حالانکہ یہ بات بہ بداہت نظر سراسر باطل معلوم ہوتی ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ کا قانون قدرت صاف صاف یہی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر کیڑے مکوڑے اور مینڈکیں اور چھوٹے چھوٹے پردار اور دوسرے جانور موسم برسات میں ہی پیدا ہوتے ہیں تو کیا اب یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ہمیشہ خلقت خدا کی برسات کے دنوں میں ہی کثرت سے گناہ کرتی ہے کسی اور دنوں میں نہیں کرتی۔ (ایضاً صفحہ 184)

کیا انسان کان اور منہ سے کے راستے بھی پیدا ہو سکتا ہے؟

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : دیانند صاحب فرماتے ہیں کہ وید کے رو سے صرف عورت کا نطفہ موجب حمل ہو جاتا ہے اور روح شبنم کی طرح کسی بوٹی پر گرتی ہے اس کو کوئی عورت کھا کر حاملہ ہو جاتی ہے دیکھو یہ کس قدر منافی مسائل طبابت ہے۔ ایسا ہی وید میں یہ بھی لکھا ہے کہ اِندرؔ نے ایک رشی کی لڑکی کو حمل کر دیا بلکہ آپ ہی اس کے پیٹ سے پیدا ہو گیا۔ آپ لوگوں کے بزرگ یہ بھی لکھ گئے ہیں کہ بعض رشی کان کی راہ سے بعض مونہہ کی راہ سے بعض کسی اور دوسرے حیوان کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔ (ایضاً صفحہ 184)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آریوں کے عقائد کی تردید میں جو دلائل پیش فرمائے ہیں وہ بہت ہی دلنشین اور لاجواب ہیں۔ آپؑ نے تمام دلائل تفصیل کیساتھ مختلف زاویوں اور مختلف انداز سے بیان فرمائے ہیں۔ ہمارا دل چاہتا ہے کہ آپؑ کے ہی الفاظ میں صفحات کے صفحات قارئین کی نذر کر دیں لیکن تنگی صفحات کے باعث ہم نے بہت اختصار سے کام لیا ہے۔ کچھ دلائل ابھی باقی ہیں جو انشاء اللہ ہم آئندہ شمارہ میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

ایسے لاکھوں لوگ تھے جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں خدا تعالیٰ نے مختلف ذریعوں سے رہنمائی کر کے آپ علیہ السلام کی تائید میں نشانات دکھا کر اُنہیں قبولِ احمدیت کی توفیق عطا فرمائی

اللہ تعالیٰ کے آپ کی تائید میں نشانات آج تک ظاہر ہورہے ہیں، آج تک خدا تعالیٰ رہنمائی فرما رہا ہے جس سے افریقہ کے دور دراز علاقوں میں بیٹھا ہوا بھی حق کو پہچان رہا ہے اور عرب اور یورپ اور امریکہ اور جزائر اور دوسرے ملکوں میں بیٹھا ہوا بھی حق کو پہچان رہا ہے

اللہ تعالیٰ کے رہنمائی کرنے کے بہت سے ذرائع ہیں جو لوگوں کے سینے کھولتے ہیں اور اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر یقین پیدا ہوتا ہے اور وہ آپ کی بیعت میں شامل ہو جاتے ہیں لیکن اس وقت مَیں صرف ایک ذریعہ کا ذکر کروں گا جس میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی رہنمائی کی اور اب تک کرتا چلا آ رہا ہے اور وہ ہے خوابوں کا ذریعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ اور اس دَور میں اللہ تعالیٰ کے خوابوں کے ذریعہ لوگوں پر احمدیت کی صداقت کو منکشف کرنے کے بعض ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

جس طرح سو سال پہلے کا واقعہ ایمان میں مضبوطی پیدا کرتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور تائیدِ الٰہی ہونے کا ثبوت دیتا ہے اسی طرح آج بھی اللہ تعالیٰ کی تائید کے واقعات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر مہر ثبت کر رہے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ سے تھی، ہے اور رہے گی، پاکستان یا بعض ملکوں میں جو ظلم اور زیادتیاں ہو رہی ہیں یہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن ہوامیں اُڑ جائیں گی، ہمارا کام ہے اپنے مولیٰ کا دامن، اپنے اللہ کا دامن ہمیشہ پکڑے رہیں اور کبھی نہ چھوڑیں، کبھی اپنی وفا میں کمی نہ آنے دیں کبھی اپنے ایمان میں کمزوری نہ آنے دیں، کبھی اپنی دعاؤں میں کمی نہ آنے دیں کہ یہی ہماری کامیابی کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے

جماعت احمدیہ قادیان کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 29/دسمبر 2013ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا طاہر ہال بیت الفتوح لندن سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی ذرائع سے براہ راست اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

یہ آیات جو اجلاس کے شروع میں تلاوت کی گئی تھیں، ان کے بارے میں ہم میں سے بہت سے جانتے ہیں کہ ان کے شروع میں دو زمانوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ، جب دنیا میں ایک فساد برپا تھا، دنیا علم و حکمت سے بے بہرہ تھی۔ یعنی وہ علم و حکمت جو دین کی آنکھ کو تیز کرتی ہے۔ وہ علم و حکمت جو خدا تعالیٰ کی پہچان کرواتی ہے۔ وہ علم و حکمت جو انسان کو اُس کے پیدائش کے مقصد سے آگاہ کرتی ہے۔ وہ علم و حکمت جو انسان کے ساتھ انسان کے سلوک کے اعلیٰ اخلاقی معیار قائم کرنے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے یہ علم و حکمت انسانوں کو عطا فرمائی تا کہ لوگ اس کو اپنا کر عملی کمال کو پہنچیں اور گمراہی سے باہر آئیں اور صراطِ مستقیم پر چلیں اور خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق کو بڑھا کر خدا تعالیٰ کا بھی حق ادا کرنے والے بنیں اور اُس کی مخلوق کا بھی حق ادا کرنے والے بنیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ ’’اس آیت کا ماحصل یہ ہے‘‘ یعنی دوسری آیت کا اور اگلی آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4) کا بھی، ان آیات کا ماحصل یہ ہے ’’کہ خدا وہ خدا ہے جس نے ایسے وقت میں رسول بھیجا کہ لوگ علم اور حکمت سے بے بہرہ ہو چکے تھے اور علومِ حکمیہ دینیہ جن سے تکمیلِ نفس ہو اور نفوسِ انسانیہ علمی اور عملی کمال کو پہنچیں بالکل گم ہوگئی تھی اور لوگ گمراہی میں مبتلا تھے۔ یعنی خدا اور اُس کے صراطِ مستقیم سے بہت دور جا پڑے تھے۔ تب ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے اپنا رسول اُمّی بھیجا اور اُس رسول نے اُن کے نفسوں کو پاک کیا اور علم الکتاب اور حکمت سے اُن کو مملو کیا یعنی نشانوں اور معجزات سے مرتبہ یقینِ کامل تک پہنچایا اور خدا شناسی کے نور سے اُن کے دلوں کو روشن کیا۔‘‘

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 304)

پس ایک دنیا نے دیکھا کہ کیسے کیسے نشان ظاہر ہوئے۔ شراب کے نشے میں چُور رہنے والے شراب کے مٹکوں کو توڑنے والے بن گئے۔ ذرا ذرا سی بات پر ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے والے محبت و پیار اور بھائی چارے کے پھیلانے کے علمبردار بن گئے۔ جاہل، اُجڈ، مذہب سے دور، بتوں کے پجاری توحید کے قائم کرنے والے اور باخدا انسان بن گئے۔ اسلام کی تاریخ ان کے سنہری واقعات سے بھری پڑی ہے۔ پس یہ انقلاب اُن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے کلام کے پہنچنے، سمجھنے اور علم و حکمت کے معیار بلند ہونے سے آیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہوا اُسکا کلام کیونکہ اب تا قیامت روشن رہنے اور علم و حکمت بکھیرنے کیلئے آیا ہے، اس لئے اُسکے قائم رکھنے اور اُس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خدا تعالیٰ نے خود لی ہے۔ پس جب آخری زمانے میں اس علم و حکمت کو لوگ بھولنے لگیں گے تب خدا تعالیٰ کی رحمت پھر جوش میں آئے گی اور وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4) کا نظارہ دنیا دیکھے گی۔ پھر جہالت اور تاریکی اور گمراہی کو اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ذریعہ دُور کر دے گا۔

پس یہ دوسرا زمانہ اس غلامِ صادق کا زمانہ ہے جو مسیح موعود بھی ہے اور مہدی معہود بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنے والے دوسرے زمانے کا جس کا ان آیات میں بیان ہوا ہے، ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا: ’’کہ ایک گروہ اَور ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا وہ بھی اوّل تاریکی اور گمراہی میں ہوں گے اور علم اور حکمت اور یقین سے دُور ہوں گے تب خدا اُن کو بھی صحابہ کے رنگ میں لائے گا۔ یعنی جو کچھ صحابہ نے دیکھا وہ اُن کو بھی دکھایا جائے گا یہاں تک کہ اُن کا صدق اور یقین بھی صحابہ کے صدق اور یقین کی مانند ہو جائے گا۔‘‘

(ایام الصلح، روحانی خزائن، جلد 14، صفحہ 304)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’اسی (یعنی مسیح موعود) کی جماعت کے حق میں یہ آیت ہے وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4) اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ کمال ضلالت کے بعد ہدایت اور حکمت پانے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور برکات کو مشاہدہ کرنے والے صرف دو ہی گروہ ہیں۔ اوّل صحابۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے سخت تاریکی میں مبتلا تھے اور پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے زمانہ نبوی پایا اور معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے اور پیشگوئیوں کا مشاہدہ کیا اور یقین نے اُن میں ایک ایسی تبدیلی پیدا کی کہ گویا صرف ایک روح رہ گئی۔ دوسرا گروہ جو بموجب آیت موصوفہ بالا صحابہ کی مانند ہیں مسیح موعود کا گروہ ہے۔ کیونکہ یہ گروہ بھی صحابہ کی مانند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو دیکھنے والا ہے اور تاریکی اور ضلالت کے بعد ہدایت پانے والا۔ اور آیت آخَرِيْنَ مِنْهُمْ

میں جو اس گروہ کو مِنۡهُمۡ کی دولت سے یعنی صحابہ سے مشابہ ہونے کی نعمت سے حصہ دیا گیا ہے۔ یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے یعنی جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھے اور پیشگوئیاں مشاہدہ کیں ایسا ہی وہ بھی مشاہدہ کریں گے اور درمیانی زمانہ کو اس نعمت سے کامل طور پر حصّہ نہیں ہوگا‘‘۔ یعنی کچھ حصہ ہوگا، ادھر اُدھر چھوٹی چھوٹی جگہوں پر لیکن کامل حصہ نہیں ہوگا اور حصہ کا معیار بھی وہ نہیں ہوگا جو آخری زمانے میں مسیح موعود کے ذریعہ سے آنا ہے۔

پھر فرمایا: ’’چنانچہ آج کل ایسا ہی ہوا کہ تیرہ سو برس بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا دروازہ کھل گیا اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ خسوف کسوف رمضان میں موافق حدیث دار قطنی اور فتاویٰ ابنِ حجر کے ظہور میں آ گیا یعنی چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان میں ہوا۔ اور جیسا کہ مضمونِ حدیث تھا۔ اُسی طرح پر چاند گرہن اپنے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات میں اور سورج گرہن اپنے گرہن کے دنوں میں سے بیچ کے دن میں وقوع میں آیا۔ ایسے وقت میں کہ جب مہدی ہونے کا مدّعی موجود تھا اور یہ صورت جب سے کہ زمین اور آسمان پیدا ہوا کبھی وقوع میں نہیں آئی کیونکہ اب تک کوئی شخص نظیر اس کی صفحۂ تاریخ میں ثابت نہیں کر سکا۔ سو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا جو لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ پھر ذوالسنین ستارہ بھی جس کا نکلنا مہدی اور مسیح موعود کے وقت میں بیان کیا گیا تھا۔ ہزاروں انسانوں نے نکلتا ہوا دیکھ لیا۔ ایسا ہی جاوا کی آگ بھی لاکھوں انسانوں نے مشاہدہ کی۔ ایسا ہی طاعون کا پھیلنا اور حج سے روکے جانا بھی سب نے بچشمِ خود ملاحظہ کر لیا۔ ملک میں ریل کا طیار ہونا۔ اونٹوں کا بے کار ہونا یہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تھے جو اس زمانہ میں اسی طرح دیکھے گئے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے معجزات کو دیکھا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ جلّ شانہٗ نے اس آخری گروہ کو مِنۡهُمۡ کے لفظ سے پکارا تا یہ اشارہ کرے کہ معائنہ معجزات میں وہ بھی صحابہ کے رنگ میں ہی ہیں۔ سوچ کر دیکھو کہ تیرہ سو برس میں ایسا زمانہ منہاجِ نبوت کا اور کس نے پایا۔ اس زمانہ میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے کئی وجوہ سے اس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے دیکھا۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دل آزاری اور بدزبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اُٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہ نے اُٹھایا۔ وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے حاصل کی۔ بہتیرے اُن میں سے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے۔ بہتیرے اُن میں سے ایسے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں اور الہامِ الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہوتے تھے۔ بہتیرے اُن میں سے ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کیلئے ہمارے سلسلہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خرچ کرتے تھے۔ اُن میں ایسے لوگ کئی پاؤ گے کہ جو موت کو یاد رکھتے اور دلوں کے نرم اور سچی تقویٰ پر قدم مار رہے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت تھی۔ وہ خدا کا گروہ ہے جن کو خدا آپ سنبھال رہا ہے اور دن بدن اُن کے دلوں کو پاک کر رہا ہے اور اُن کے سینوں کو ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے۔ اور آسمانی نشانوں سے اُن کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے جیسا کہ صحابہ کو کھینچتا تھا۔ غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں جو آخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ کے لفظ سے مفہوم ہو رہی ہیں۔ اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ ایک دن پورا ہوتا۔!!!‘‘

پھر آپ نے فرمایا: ’’اور آیت آخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ جیسا کہ یہ جماعت مسیح موعود کی صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت سے مشابہ ہے ایسا ہی جو شخص اس جماعت کا امام ہے وہ بھی ظلّی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتا ہے جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی موعود کی صفت فرمائی کہ وہ آپ سے مشابہ ہوگا اور دو مشابہت اُس کے وجود میں ہوں گی۔ ایک مشابہت حضرت مسیح علیہ السلام سے جس کی وجہ سے وہ مسیح کہلائے گا اور دوسری مشابہت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جس کی وجہ سے وہ مہدی کہلائے گا۔‘‘ (ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 305 تا 307)

پس کیا سعید فطرت لوگوں کا یہ کام نہیں، اُن لوگوں کا کام نہیں جو جب حُبّ پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہیں کہ تاریخ سے ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا حال دیکھیں۔ چاند اور سورج گرہن کو تاریخ نے محفوظ کیا ہوا ہے۔ مشرق میں بھی اور مغرب میں بھی جبکہ مہدی کا دعویٰ کرنے والا بھی موجود ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا۔ یا باقی نشانات کو دیکھیں۔ کیا نئی نئی سواریاں جن میں یہ سب لوگ بیٹھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی تصدیق نہیں کر رہیں؟ اور مسیح موعود اور مہدی موعود کی آمد کا اعلان نہیں کر رہیں؟ کیا دجّالی طاقتوں کے توحید کو مٹانے کے منصوبے اور مسلمانوں کو مسلمان سے لڑانے کی کارروائیاں اس بات کی طرف توجہ دلانے کیلئے کافی نہیں ہیں کہ قرآن بھی موجود ہے، سنّت بھی موجود ہے اور ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ حسنہ ہمیں آپ کی سیرت کی کتابوں اور احادیث میں ملتا ہے۔ اپنے آپ کو دین کا علَم بردار کہنے والے علماء بھی ہر فرقے اور ہر قوم میں بکھرے پڑے نظر آتے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ باوجود کوشش کے اُمّت کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے۔ وجہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر یقین نہیں، خدا تعالیٰ کے پیغام کو سمجھنا نہیں چاہتے۔ وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے حُبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچا ہوا دیکھ کر مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا اعزاز بخشا تھا، اُس کی بات سننا نہیں چاہتے۔ پس جب تک اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس فرستادے کی بات نہیں سنیں گے، اُسکے ساتھ استہزاء کا سلوک بند نہیں کریں گے، یہ فتنے، یہ فساد، حکومتوں کے عوام پر یہ ظلم اور حکومتوں کے خلاف عوام کی یہ باغیانہ کارروائیاں، یہ جہاد کے نام پر مسلمان کا ایک دوسرے کا خون کرنا کبھی بند نہیں ہوگا۔ اُمّت بے چین ہے لیکن اپنے نام نہاد علماء کے فتووں کے خوف سے اپنی بے چینی کا اظہار نہیں کر سکتی یا وہ اظہار نہیں کر سکتی جس اظہار کرنے کا حق ہے۔ یا دنیا داری نے بعض لوگوں پر ایسا غلبہ پا لیا ہے کہ دین کی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ لیکن بہت بڑی تعداد ایسوں کی بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں، دین کی حالت دیکھ کر اپنے مولیٰ کے حضور جھکتے ہوئے کسی مصلح اور مہدی کی آمد کی دعائیں مانگتے ہیں۔

آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے بھی ایسے لوگ موجود تھے جن کے دل اسلام کی ساکھ کو نقصان پہنچتا دیکھ کر، اسلام پر حملے ہوتا دیکھ کر بے چین تھے اور آج بھی ایسے لوگ ہیں جن کے دل مسلمانوں اور اسلام کی یہ حالت دیکھ کر بے چین ہیں۔ اُن کی شرمندگی کی عجیب حالت ہوتی ہے جب وہ اسلام پر حملہ آوروں کے حملوں کا جواب نہیں دے سکتے اور علماء کے پاس جاتے ہیں۔ اُن نام نہاد علماء کے پاس جاتے ہیں جن کو صرف اپنی کرسیوں کی فکر ہے، اپنے منبروں کی فکر ہے، تو وہ علماء اُن کو آگے سے یہ کہتے ہیں کہ خاموش بیٹھے رہو، اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہی نہیں، کسی دوسرے کو چھیڑنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اس بات کو بڑی عقل مندی کی بات سمجھ کر یہ علماء اُن کو بتاتے ہیں کہ اپنا دین چھوڑو نہیں اور کسی کا دین چھیڑو نہیں۔ اگر اپنے پاس دلائل نہیں تو پھر اپنا دین بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ اور اگر کسی کو اپنے دین کی خوبیاں بیان کر کے اور دوسروں کو اُن کے دینی صحیفوں اور کتابوں سے ثابت کر کے آخری مکمل اور کامل دین یعنی دینِ اسلام کے بارے میں نہیں بتایا جائے گا تو تبلیغ کا حق کس طرح ادا کریں گے؟

پس یہ ویسے ہی لغو بات ہے کہ اپنا (دین) چھوڑو نہیں اور دوسرے کا چھیڑو نہیں۔ دلائل سے بات کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ تبلیغ ایک مومن کا اہم فریضہ ہے۔ پس یہ کم علمی کی باتیں ایسے علماء کی ہیں جن کو اپنے مقاصد کو پورا کرنے کی غرض ہے۔ اسلام کی خدمت کرنے سے اُن کو کوئی غرض نہیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر خدمتِ اسلام سمجھتے ہیں تو اس بات کو کہ قتلِ مرتد کی سزا نافذ کرو جس کا اسلام کی تعلیم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ یا اہانتِ رسول کی اپنی تعریف کر کے دنیا کا امن برباد کرنے کی کوشش کرو۔ اور وہ بھی صرف اس لئے کہ ان کے ممبر محفوظ رہیں، ان کی ساکھ قائم رہے، ان کے پیچھے لوگ چلتے رہیں۔ یا ختمِ نبوت کے نعرے کے نام پر اپنی کرسیاں مضبوط کریں۔ جبکہ ختمِ نبوت کا بہترین اور صحیح ادراک وَّاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ کے مطابق آنے والے مسیح موعود اور مہدی موعود نے ہی دینا تھا۔ بہرحال جب تک نیک فطرت اللہ تعالیٰ کے حضور بے چین رہیں گے، اللہ تعالیٰ کے فضل بھی نازل ہوتے رہیں گے۔ اور جب نیک فطرت بے چین ہو کر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے دعائیں کرتے ہیں تو اُن کو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی رہنمائی حاصل تھی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں موجود تھے اور ایک جری اللہ کی طرح اسلام پر حملہ کرنے والوں کے منہ توڑ جواب دے رہے تھے اور پھر جب نظامِ خلافت قائم ہوا تو اس وقت بھی سعید فطرت لوگوں کی اللہ تعالیٰ نے رہنمائی کی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اُن کے دلوں میں بٹھائی۔ اللہ تعالیٰ کے رہنمائی کرنے کے بہت سے ذرائع ہیں جو لوگوں کے سینے کھولتے ہیں اور اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر یقین پیدا ہوتا ہے اور وہ آپ کی بیعت میں شامل ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس وقت میں صرف ایک ذریعہ کا ذکر کروں گا جس میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی رہنمائی کی اور اب تک کرتا چلا آ رہا ہے اور وہ ہے خوابوں کا ذریعہ۔ اور یہ ایسی روشن اور واضح ہیں کہ اس میں انسانی سوچ کا دخل ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ ایسی واضح رہنمائی فرماتا ہے کہ اپنی خوابوں کی سچائی پر یقین کئے بغیر انسان رہ ہی نہیں سکتا۔ پس اس وقت مَیں یہ نمونے پیش کروں گا۔

پہلے مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے چند ایک نمونے لئے ہیں۔

حضرت ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’میری عمر قریباً اٹھارہ یا انیس برس کی تھی جبکہ دسمبر 1903ء میں خواب میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی۔ اس سے پہلے میں نے حضور کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ تم کس کے مرید ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرید ہوں۔ اسکے بعد مجھے ’آئینہ کمالاتِ اسلام‘ اور ’تریاق القلوب‘ پڑھنے کا اتفاق ہوا جن کے مطالعہ سے میری طبیعت کا رجوع سلسلہ احمدیہ کی طرف ہوا۔ 1906ء میں مَیں نے استخارہ کیا۔ گوجرہ ضلع لائلپور میں میری ملازمت تھی۔ صبح کی نماز کے بعد مجھے کشفی طور پر عین بیداری کی

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اَکۡرِمِ الشَّعۡرَ (اربعین اطفال)
(بالوں کی عزّت کر)
طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

حالت میں سیڑھیاں دکھائی گئیں۔ ہر ایک سیڑھی پر بورڈ لگا ہوا تھا۔ آخری سیڑھی کے درمیان سرخ زمین پر‘‘ (یعنی اُنکی background سرخ تھی) ’’سفید لفظوں میں ایک بورڈ نظر آیا جس پر موٹے حروف میں لکھا ہوا تھا‘ مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی معہود۔’’ کہتے ہیں کہ ’’ستمبر 1907ء میں رعیّہ ضلع سیالکوٹ میں اپنے سسر کو ملنے گیا جہاں وہ جمعدار تحصیل تھے۔ میری ملاقات مکرم حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب مرحوم انچارج ہاسپٹل رعیّہ سے ہوئی۔ اُن کے ہمراہ میں قادیان گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ظہر کی نماز کے وقت زیارت کی۔ جو حلیہ حضور کا 1903ء کی خواب میں مَیں نے دیکھا تھا وہ حلیہ اُس وقت تھا اور کپڑے بھی ویسے ہی تھے۔‘‘

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ، رجسٹر 1، صفحہ 33، روایت حضرت محمد عبداللہ صاحبؓ)

پھر حضرت رحمت اللہ صاحبؓ احمدی پنشنر بیان کرتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند ماہ لدھیانہ میں قیام فرمایا۔ میری عمر اُس وقت قریباً سترہ اٹھارہ برس کی ہوگی اور طالبعلمی کا زمانہ تھا۔ مَیں حضور کی خدمتِ اقدس میں گاہ بگاہ حاضر ہوتا۔ مجھے وہ نور جو حضور کے چہرہ مبارک پر ٹپک رہا تھا، نظر آیا جس کے سبب سے میرا قلب مجھے مجبور کرتا کہ جھوٹوں کا منہ نہیں ہے۔ مگر گرد و نواح کے مولوی لوگ مجھے شک میں ڈالتے۔ اسی اثناء میں حضور کا مباحثہ مولوی محمد حسین بٹالوی سے لدھیانہ میں ہوا جس میں مَیں شامل تھا۔ اُس کے بعد خدا نے میری ہدایت کیلئے ازالہ اوہام کے ہر دو حصے بھیجے۔ وہ سراسر نور و ہدایت سے لبریز تھا۔ خدا جانتا ہے کہ مَیں اکثر اوقات تمام رات نہیں سویا۔ اگر کتاب پر سر رکھ کر غنودگی ہوگئی تو ہوگئی، ورنہ کتاب پڑھتا رہا اور روتا رہا کہ خدایا یہ کیا معاملہ ہے کہ مولوی لوگ کیوں قرآنِ شریف کو چھوڑتے ہیں۔ خدا جانتا ہے کہ میرے دل میں شعلہ عشق بڑھتا گیا۔ میں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو لکھا کہ حضرت مرزا صاحب عیسیٰ علیہ السلام کی وفات تیس (30) آیات سے ثابت کرتے ہیں۔ آپ براہِ مہربانی حیات کے متعلق جو آیات و حدیث ہیں تحریر فرما دیں اور ساتھ جو تیس آیاتِ قرآنی جو حضرت مرزا صاحب لکھتے ہیں، تردید فرما کر‘‘ (اُن کا ردّ کر کے) ’’میرے پاس بھجوا دیں، مَیں شائع کرا دوں گا۔ جواب آیا کہ آپ عیسیٰؑ کی حیات و ممات کے متعلق حضرت مرزا صاحب یا اُس کے مریدوں سے بحث مت کرو۔ کیونکہ اکثر آیات وفات ملتی ہیں۔ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ اس امر پر بحث کرو کہ مرزا صاحب کس طرح مسیح موعودؑ ہیں؟ جواب میں عرض ہوا کہ اگر حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گئے ہیں تو حضرت مرزا صاحب صادق ہیں۔ جواب ملا کہ آپ پر مرزا صاحب کا اثر ہو گیا ہے مَیں دعا کروں گا۔ جواب میں عرض کیا گیا کہ آپ اپنے لئے دعا کرو۔ آخر مَیں آستانۂ الوہیت پر گرا اور میرا قلب پانی ہو کر بہہ نکلا۔ گویا مَیں نے عرش کے پائے کو ہلا دیا۔ عرض کی خدایا! مجھے تیری خوشنودی درکار ہے۔ میں تیرے لئے ہر ایک عزت کو نثار کرنے کو تیار ہوں اور ہر ایک ذلّت کو قبول کروں گا۔ تُو مجھ پر رحم فرما۔ تھوڑے ہی عرصہ میں مَیں اُس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ بوقتِ صبح قریباً چار بجے 25 دسمبر 1893ء بروز سوموار جناب سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔

تفصیل اس خواب کی یہ ہے کہ خاکسار موضع بیری میں نمازِ عصر کا وضو کر رہا تھا۔ کسی نے مجھے آ کر کہا کہ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہوئے ہیں اور اسی ملک میں رہیں گے۔ میں نے کہا: کہاں؟ اُس نے کہا یہ خیمہ جات حضور کے ہیں۔ میں جلد نماز ادا کر کے گیا۔ حضور چند اصحاب میں تشریف فرما تھے۔ بعد سلام علیکم مجھے مصافحہ کا شرف بخشا گیا۔ میں با ادب بیٹھ گیا۔ حضور عربی میں تقریر فرما رہے تھے۔ خاکسار اپنی طاقت کے موافق سمجھتا تھا اور پھر اردو بولتے تھے۔ فرمایا مَیں صادق ہوں۔ میری تکذیب نہ کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔ مَیں نے کہا اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ تمام گاؤں مسلمانوں کا تھا مگر کوئی نزدیک نہیں آتا تھا۔ مَیں حیران تھا کہ خدایا! یہ کیا ماجرا ہے؟ آج مسلمانوں کے قربان ہونے کا دن تھا۔ گویا حضور کا ابتدائی زمانہ تھا۔ گو مجھے اطلاع دی گئی تھی کہ حضور اسی ملک میں تشریف رکھیں گے مگر حضور نے کوچ کا حکم دیا۔ میں نے رو کر عرض کی: حضور جاتے ہیں۔ مَیں کس طرح مل سکتا ہوں۔ میرے شانے پر حضور نے اپنا دستِ مبارک رکھ کر فرمایا۔ گھبراؤ نہیں، ہم خود تم کو ملیں گے۔ تفہیم ہوئی کہ حضرت مرزا صاحب رسولِ عربی ہیں۔ مجھے فعلی رنگ میں سمجھایا گیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

میں نے بیعت کا خط لکھ دیا، مگر بتاریخ 27 دسمبر 1898ء بروز منگل قادیان حاضر ہو کر بعد نماز مغرب بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ خدا کے فضل نے مجھے وہ استقامت عنایت فرمائی کہ کوئی مصائب مجھے تنزل میں نہیں ڈال سکا۔ مگر یہ سب حضور کی صحبت کا طفیل تھا جو بار بار حاصل ہوئی اور ان ہاتھوں کو حضور کی مٹھیاں بھرنے کا فخر ہے۔ گو مجھے اعلان ہونے پر رنگا رنگ کے مصائب پہنچے مگر خدا نے مجھے محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ اس نقصان سے بڑھ کر انعام عنایت کیا اور میرے والد اور بھائی اور قریبی رشتہ دار احمدی ہو گئے۔‘‘ (رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر 3 صفحہ 58-59 روایت حضرت رحمت اللہ صاحب احمدی پنشنرؓ)

پھر حضرت شیخ اصغر علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ تبلیغ کے سلسلہ میں لوگوں کو اس طرف توجہ دلانا بہت مفید ہوتا ہے کہ نمازِ عشاء کے بعد سونے سے پہلے تازہ وضو کر کے دو نفل پڑھے جاویں اور اُن میں دعا کی جاوے کہ اے ہمارے مولیٰ! اگر یہ سلسلہ سچا ہے تو ہم پر حقیقت ظاہر کر۔ مَیں مشرقی افریقہ 1900ء میں ملازمت پر جاتے ہوئے اپنے ایک پرانے دوست مسمّی نیک محمد صاحب ساکن سرائے عالمگیر ضلع گجرات کو اپنے ملازم کی حیثیت سے ساتھ لے گیا۔ اُن کو تبلیغ کرتے ہوئے مَیں نے یہ نسخہ بتایا۔ انہوں نے یہ عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو خواب میں حسبِ ذیل نظارہ دکھایا کہ وہ اپنے مکان واقعہ سرائے عالمگیر میں ہیں اور ان کا والد مرحوم بھی ہے اور جس کوٹھڑی میں وہ ہیں وہ حد درجہ روشن ہو گئی ہے اور یہ نظر آ رہا ہے کہ آسمان سے نور کی ایک لہر چل رہی ہے جس نے کوٹھڑی میں نور ہی نور کر دیا ہے اور معاً ایک بزرگ نہایت خوبصورت، پاکیزہ شکل ظاہر ہوتے ہیں اور بھائی نیک محمد صاحب کے والد بزرگوار اپنے بیٹے کی طرف مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ یہ امام مہدی ہیں اور دونوں باپ بیٹا حضور انور سے ملے ہیں۔ ایسے خوش کن نظارے کے بعد اُن کی نیند کھلی اور دن چڑھے انہوں نے مجھے یہ حال بتایا اور اُن کی بیعت کے واسطے خط لکھنے کے واسطے کہا۔ چنانچہ میں نے اُن کی بیعت کا خط لکھ دیا۔‘‘ (رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر 4 صفحہ 167 تا 168 روایت حضرت شیخ اصغر علی صاحبؓ)

حضرت غلام مجتبیٰ صاحبؓ ولد مولوی محمد بخش صاحب فرماتے ہیں ’’مجھے متعدد مرتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں مختلف پیرایوں میں ہوئی۔ ایک دفعہ تو میں مدینہ مکرمہ میں پہنچا اور وضو کر کے دو نفل پڑھے اور روضۂ مبارک کے پاس پہنچا تو وہاں نور کے حُلّے جیسے سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہے، چل رہے تھے، میں بھی اُنہیں میں داخل ہو کر ویسے ہی ٹھاٹھوں میں شامل ہو گیا اور پھر یہی نظارہ مجھے بیداری میں جبکہ میں مغرب کی نماز کے بعد نفل پڑھ رہا تھا، ہوا۔ پس جب میں 1906ء میں رخصت پر آیا تو میرے دونوں بڑے بھائی غلام حامیم صاحب اور غلام یاسین صاحب قاری بیعت کر چکے تھے۔ چند روز تو میں نے اُن کے ساتھ نماز وغیرہ نہ پڑھی، مگر مجھے انجامِ آتھم پڑھنے کیلئے دیا گیا تو جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو چیلنج مباہلہ دیا تھا، پڑھا تو بے اختیار ہو گیا اور میں نے قاری غلام یٰسین صاحب سے درخواست کی کہ چلو اُس بزرگ کو دیکھیں۔ ہم غالباً تینوں بھائی قادیان پہنچے تو لوگ بھی مسجد مبارک میں جو کہ اُس وقت بہت ہی چھوٹی سی تھی، بیٹھے تھے۔ ہم بھی بیٹھ گئے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو لوگ کھڑے ہو گئے۔ اس واسطے اُس وقت تو چہرہ مبارک نظر نہ آیا لیکن جب حضرت اقدس اندر کی کوٹھڑی میں بمعیت حضرت خلیفۂ اوّل صاحب بیٹھ گئے تو اُس وقت اُس کوٹھڑی کا وہی نظارہ دکھایا گیا جیسا کہ میں نے خواب میں مدینہ منورہ پہنچ کر دیکھا تھا۔ اُس وقت میرا دل یقین سے پُر ہو گیا اور پھر بڑھ کر حضور کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کی۔‘‘

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر 7 صفحہ 177 روایت حضرت چوہدری غلام مجتبیٰ صاحبؓ)

یہ چند واقعات جو میں نے بیان کئے ہیں، یہ اُن خوش قسمت لوگوں کے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے صحیح فیصلہ اور رہنمائی کی دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے خوابوں کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی اُن پر ظاہر فرمائی۔ ایسے لاکھوں لوگ تھے جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں خدا تعالیٰ نے مختلف ذریعوں سے رہنمائی کر کے آپ علیہ السلام کی تائید میں نشانات دکھا کر اُنہیں قبولِ احمدیت کی توفیق عطا فرمائی اور جیسا کہ میں نے کہا، اللہ تعالیٰ کے آپ کی تائید میں نشانات آج تک ظاہر ہو رہے ہیں۔ آج تک خدا تعالیٰ رہنمائی فرما رہا ہے جس سے افریقہ کے دور دراز علاقوں میں بیٹھا ہوا بھی حق کو پہچان رہا ہے اور عرب اور یورپ اور امریکہ اور جزائر اور دوسرے ملکوں میں بیٹھا ہوا بھی حق کو پہچان رہا ہے۔ لیکن حق اُنہیں پر ظاہر ہوتا ہے جن کی فطرت میں سعادت ہے۔ اس وقت جو واقعات ہو رہے ہیں، اُن میں سے بھی چند مَیں پیش کرتا ہوں۔

سیکرٹری تبلیغ جرمنی لکھتے ہیں کہ میسیڈونیا کے ایک علاقے سے ترکی زبان بولنے والی کافی فیمیلیز یہاں جرمنی میں مقیم ہیں۔ یہ لوگ مسلمان ہیں اور صوفی اِزم کے قائل ہیں۔ ایک دن ایک میسیڈونین دوست توفیق صاحب جرمنی کے شہر فورس ہائم میں بازار سے گزر رہے تھے کہ وہاں ہماری جماعت کے افراد لیفلیٹس تقسیم کر رہے تھے۔ انہوں نے اس پمفلٹ کو لیا اور پڑھا۔ لیفلیٹ پڑھنے کے بعد کہتے ہیں کہ میں بچپن سے سنتا آیا ہوں کہ امام مہدی اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور اسلام کی حقیقی تصویر اس دنیا

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رَبِّ اَسْاَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهٗ
وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ (مسلم، کتاب الذکر)

اے میرے رب! میں تجھ سے اس دن کی خیر چاہتا ہوں اور اس کے بعد کی بھلائی بھی
اور میں تجھ سے اس دن کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اس کے بعد کی بُرائی سے بھی

طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رَبِّ اَسْاَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا
وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا (ابوداؤد، کتاب الادب)

اے میرے رب! میں تجھ سے اس رات کی خیر و بھلائی طلب کرتا ہوں اور
اس کے بعد کی خیر بھی اور میں تجھ سے اس رات کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اس کے بعد کی بُرائی سے بھی

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

میں پیش فرمائیں گے۔ جب بھی علماء سے اس بارے میں پوچھتا تھا تو وہ کہہ دیتے تھے کہ ابھی نہیں آئے لیکن ضرور آئیں گے۔ آج یہ فلائر پڑھ کر مجھے پتہ چلا کہ امام مہدی دنیا میں تشریف لا چکے ہیں۔ انہوں نے مزید کتب حاصل کیں اور اُن کا مطالعہ کیا اور مبلغین کے ساتھ اُن کی میٹنگز کروائی گئیں۔ اُنہیں میرے خطبات سننے کیلئے بھی کہا گیا، نیز دعا کی تحریک کی گئی۔ انہوں نے دعائیں بھی کیں۔ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خواب میں ملے۔ آپ کا چہرہ مبارک انتہائی نورانی تھا۔ آپ نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُنہیں فرمایا کہ میں امام مہدی ہوں، میری بیعت کرو اور آگے لوگوں کو تبلیغ کرو۔ چنانچہ اس رؤیا کی بنا پر انہوں نے بیعت کی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی قوم کے لوگوں میں تبلیغ کر رہے ہیں اور مزید چھ بیعتیں کروا چکے ہیں۔

اسی طرح کمال الدین صاحب ہیں جو یونان میں مقیم ہیں۔ انہوں نے بیعت فارم کے ساتھ بیعت کی تفصیل بتائی کہ وہ الحوار المباشر کا پروگرام بڑے شوق اور اہتمام سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی حقیقی اسلام ہے۔ نیز لکھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ لیٹے ہوئے ہیں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے سرِ مبارک کی طرف کھڑے ہیں اور میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کی طرف ہوں۔ میں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور! امت گمراہ ہو چکی ہے، آپ کیوں نہیں اُٹھتے۔ اس پر انہوں نے دستِ مبارک سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ فرمایا اور آپ کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے فرمایا۔ یہ شیرِ خدا ہے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادب سے سر جھکائے کھڑے تھے۔ اس خواب کے بعد مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا پوری طرح یقین ہو گیا۔ مَیں ایک شراب خانے میں کام کرتا تھا لیکن بیعت کے فیصلے کے بعد میں نے یہ جاب چھوڑ دی کیونکہ میں کسی احمدی کیلئے اُسے جائز نہیں سمجھتا۔

پھر ایک عرب ملک سے احمد بکیرہ صاحب ہیں۔ کہتے ہیں مَیں بچپن میں ایک امام مسجد سے قرآنِ کریم حفظ کیا کرتا تھا لیکن جب امام صاحب میں جھوٹ اور نفاق دیکھا تو اُن کے پاس جانا چھوڑ دیا بلکہ مسجد اور نماز بھی چھوڑ دی۔ بعد میں ایک دوست باسل صاحب کی تحریک پر دوبارہ نمازیں شروع کیں تو اللہ تعالیٰ نے رؤیا اور کشوف کا دروازہ کھول دیا۔ ایک رات خواب میں کہا گیا کہ مجھے محلہ کی مسجد میں جانے کی بجائے گھر پر نماز پڑھنی چاہئے۔ ہم بعض دوست مل کر نماز پڑھنے لگے اور نمازوں کی لذت حاصل ہونے لگی۔ پھر جب جماعت سے تعارف ہوا (یعنی جماعت احمدیہ سے) تو اس بارے میں استخارہ کیا۔ ایک بار خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے اپنی کتاب ’’مواہب الرحمن‘‘ دی۔ اس کو پڑھنے سے مجھے شرح صدر حاصل ہوا۔ پھر ایک بار کشف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے تو ایک وہابی مولوی آپ پر اعتراض کرنے لگا۔ آپ مسکراتے رہے۔ پھر آواز آئی کہ اس مولوی کو دُور کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد یہ مولوی غائب ہو گیا۔ اس کشف کے بعد میرے تمام شکوک و شبہات دور ہو گئے اور بیعت کی توفیق ملی۔

مالی کے امیر صاحب لکھتے ہیں (مالی میں بھی آج جلسہ ہو رہا ہے اور بعض اور مشرقی ملکوں میں بھی، جیسا کہ میں نے کہا تھا۔) بماکو شہر میں ایک ٹیلر ماسٹر ہیں۔ (بماکو مالی کا ایک شہر ہے) جو کہ اپنے کام کی وجہ سے بہت معروف ہیں۔ ہمارے مشن ہاؤس تشریف لائے اور بیعت کی۔ کہتے ہیں مَیں نے اُن سے تفصیل پوچھی تو بتایا کہ تقریباً دو سال قبل ایک خواب دیکھی کہ مَیں ہندوستان میں ایک بہت بڑے مینار پر ہوں۔ کہتے ہیں اُس وقت میں نے سوچا کہ ہندوؤں کے ملک میں مینار پر چڑھنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ ہندوستان میں مسلمان بھی ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے نمازیں پڑھنی شروع کر دیں کیونکہ مجھے عموماً خوابیں نہیں آتیں اس لئے اس کا مجھ پر خاص اثر تھا۔

پھر ایک خواب دیکھا کہ ایک بزرگ انسان جنہوں نے کالے رنگ کا کوٹ پہنا ہوا ہے، مجھے بلاتے ہیں اور مجھے سفید رنگ کے تین پتھر دیتے ہیں۔ ان خوابوں کے بعد میں بہت مذہبی ہو گیا جس کی وجہ سے میرے یار دوست پریشان ہونے لگے کہ مجھے کیا ہو گیا ہے؟ کہتے ہیں کہ ایک دن اپنے کام کے دوران میں نے اپنے ریڈیو کی tuning کرتے ہوئے ’ربوہ ایف ایم‘ لگایا۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ احمدیوں کا ریڈیو ہے تو میں نے فوراً تبدیل کرنا چاہا۔ کیونکہ بچپن میں آئیوری کوسٹ میں سنا تھا کہ احمدیوں کا کوئی اور نبی ہے اور یہ انگریزوں کی بنائی ہوئی جماعت ہے۔ اس لئے دل میں شدید نفرت تھی۔ تو ان کے ایک کاریگر نے کہا کہ استاد! یہ بڑا اچھا ریڈیو ہے اور صحیح اسلام کی تعلیمات پیش کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کچھ دیر ریڈیو سنا تو مجھے محسوس ہوا کہ ایک غیبی طاقت ہے اور میرے اسلام کے متعلق جو مسائل اور خدشات تھے، سب حل ہونا شروع ہو گئے۔ اور اُس کے بعد میں صرف ربوہ ایف ایم ہی سنتا تھا۔ لیکن کسی احمدی سے رابطہ نہ ہوا۔ اس پر تقریباً تین مہینے گزر گئے۔ رمضان میں سارے پروگرام سنے۔ دل سے احمدی ہو چکا تھا لیکن جماعت سے رابطہ نہ ہوا۔ پھر ایک روز جمعہ کے دن مشن میں آئے، اُس وقت وہاں میرا خطبہ جمعہ لگا ہوا تھا تو کہتے ہیں کہ جس شخص کو میں نے دیکھا تھا، جس نے مجھے تین سفید پتھر دیئے تھے وہ یہی تھے۔ اس جمعہ پر میں نے کالی اچکن پہنی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے اپنی فیملی کے ساتھ بیعت کی اور ان کے بچے خدام الاحمدیہ کے فعال ممبر ہیں۔

تو یہ خدا تعالیٰ کی تائید اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان ہے کہ نئے آنے والوں کو نہ صرف دین کی رہنمائی کرتا ہے بلکہ اس بات کی بھی رہنمائی کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جاری خلافت، خلافتِ راشدہ ہے اور سچی خلافت ہے۔

ترکمانستان سے تعلق رکھنے والے ایک دوست اکمورادخا کییو (یہ میں صحیح نام بول رہا ہوں تو بہر حال) وہاں کے جماعت کے وہ صدر بھی ہیں۔ اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ یہ اُس زمانے کی بات ہے جب کہ میں مکمل طور پر اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کیا کرتا تھا۔ اُس کے ساتھ ساتھ میں مقامی کالج میں نفسیات اور تاریخ کے مضامین پڑھانے کے علاوہ اپنا ایک کاروبار بھی کیا کرتا تھا۔ ایک لمبے عرصے تک مَیں اسلام میں اپنے لئے ایک راہ تلاش کرتا رہا جس میں مَیں شک و شبہ کا شکار ہوا اور کبھی مایوسی بھی ہوئی۔ ایک لمبا وقت میں نے اللہ تعالیٰ کی قربت پانے میں خرچ کیا لیکن پھر بھی ایک پردہ حائل رہا جس نے مجھے اُس روحانی دینی حظّ سے محروم کئے رکھا جو اس راستے میں ملا کرتا ہے۔ بعض اوقات مجھے محسوس ہوتا کہ میں اس سچی تعلیم کے دہانے پر ہوں اور میری تمام مشکلات کی کنجیاں وہیں موجود ہیں لیکن میں وہی چابی نہ ڈھونڈ پاتا جس نے میری مشکل آسان کرنی تھی۔ کہتے ہیں کہ 2009ء کی بات ہے کہ ایک دفعہ مَیں نے خواب دیکھا کہ ایک آدمی جو دیکھنے میں بڑا نفیس معلوم ہوتا ہے، مجھے اپنے پیچھے چلنے کیلئے کہتا ہے۔ اس خواب نے مجھے اور میرے دل و جان کو نہایت فکر میں مبتلا کیا اور میں کسی طرح سے بھی اس کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ میں مختلف طور پر اس خواب کی تعبیر کرتا رہا لیکن کسی سے بھی اس کا ذکر نہ کیا۔ مجھے اس بزرگ آدمی کا چہرہ یاد تھا لیکن میرے جاننے والے احباب میں سے کسی کی شکل بھی ان سے مشابہ نہیں تھی۔ میں اس معاملے میں سخت کشمکش و پیچ کا شکار تھا اور چاہتا تھا کہ اس خواب کی کوئی سچی تعبیر کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُسی سال میں میری راویل بخارایو صاحب مرحوم سے ملاقات ہوئی جنہوں نے میرا جماعت کے ساتھ تعارف کروایا۔ ایک اور احمدی دوست نے مجھے احمدیت کے حوالے سے ضروری لٹریچر فراہم کیا۔ یہ لٹریچر میرے لئے پہاڑوں کی تازہ ہواؤں کا ایک سلسلہ تھا۔ ایک ڈیڑھ ماہ بعد ہی مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ احمدیت کی تعلیمات ہی میرا اصل راستہ ہیں۔ مَیں نے اپنے معلم سے اس بات کا اظہار کیا کہ میں بیعت کرنے کیلئے تیار ہوں۔ اب مجھے وہ چابی مل گئی اور دروازہ بھی کھل گیا تھا۔ اب میں اس عظیم تعلیم کے قریب آ گیا تھا اور اسکے ساتھ ہی مجھے علم ہوا کہ اس تعلیم پر چلنے سے کتنی ایسی راہیں کھلتی ہیں جو نہایت سچی ہیں، جن پر میں نے پہلے کبھی قدم نہ مارا تھا۔ لیکن خواب ابھی بھی تعبیر طلب تھا۔ مَیں نے اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی تصاویر کئی بار خوف اور احترام کی حالت میں دیکھیں کہ ان میں سے وہ شخصیت کون ہے جن کو میں نے خواب میں دیکھا تھا لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کیونکہ میرے دل میں خوف تھا کہ کہیں میں غلط نہ سمجھ لوں۔ پھر جلسہ سالانہ 2010ء کے موقع پر عالمی بیعت کے وقت میرے ساتھ ایک ناقابلِ یقین واقعہ پیش آیا۔ میں ناقابلِ بیان سی حالت میں چلا گیا اور پھر میں نے ایک رؤیا دیکھی۔ میں نے اس رؤیا کے ذریعہ اس بزرگ شخصیت کو پہچان لیا وہ حضرت مسیح موعود اور مہدی موعود علیہ السلام ہی تھے۔ مجھے اپنی اِتّباع کی دعوت دینے والے اور کوئی نہیں تھے بلکہ آپ حضرت اقدس مسیح موعود اور مہدی موعود ہی وہ شخصیت تھے۔ کہتے ہیں مجھے سچائی کی طرف دعوت دی گئی ہے، سچے مذہب کی طرف دعوت دی گئی ہے۔ سچی جماعت کی طرف دعوت دی گئی ہے اور اب میں صحیح راستے پر قائم ہوں۔ میں نے اپنے دل و جان اور روح اُسے سونپ دی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو سونپ دی۔ میری زندگی کے آخری دن تک اب یہی میرا راستہ ہے۔

پھر بورکینا فاسو کے امیر صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ایک نومبائع پارے ادریس صاحب اپنی ایک خواب بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں خواب میں مَیں نے دیکھا کہ جس جگہ میں پہلے تھا۔ (یعنی پہلے یہ وہابی تھے۔ وہاں افریقہ میں وہابی بہت زیادہ ہیں) وہاں خاص طور پر اس بورکینا فاسو وغیرہ کے علاقے میں اب اندھیرا ہو گیا ہے۔ کہتے ہیں: مَیں جہاں تھا وہاں اب اندھیرا ہو گیا ہے۔ اور اب جس جگہ مَیں ہوں وہاں نور ہی نور ہے اور کہتے ہیں اس کے بعد میری آنکھ کھل

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے
جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 32، صفحہ 340)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری، سابق امیر ضلع وافرادخاندان ومرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور
سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 345)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

گئی۔ یہ خواب انہوں نے بیعت کرنے کے بعد دیکھی تھی۔ اس خواب کے بعد انہوں نے اپنے دوستوں کو بھی کہنا شروع کر دیا کہ اگر آج تم نور کی تلاش چاہتے ہو تو حقیقی نور صرف احمدیت میں ہے۔ کیونکہ اس میں خلافت کا بابرکت نظام جاری ہے اور خلافت کے ساتھ ہی ہماری فتح ہے۔

غانا کے مشنری شرف الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ گھانا کے شمال مغرب کے گاؤں گلینزاگو (Galinzagu) میں ہم تبلیغ کرتے رہے اور زیادہ تر افراد احمدیت قبول کر چکے ہیں۔ تاہم گاؤں کے امام نے ابھی تک ہمارا پیغام قبول نہ کیا تھا۔ ریجنل مشنری بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ تحریر پڑھی ہوئی تھی کہ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے بارے میں شبہات ہوں وہ خالص دل کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور استخارہ کرے اور خدا سے رہنمائی چاہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے مخلص شخص کو ضرور ہدایت عطا فرمائے گا۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس امام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ نسخہ بتایا۔ امام نے استخارہ کرنے کی حامی بھر لی۔ چنانچہ چند ہی دنوں بعد اس امام نے اپنی ایک خواب بیان کی کہ میں نے واضح طور پر دیکھا کہ میں ایک بہت بڑی اور بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف جا رہا ہوں۔ میں نے اس آگ کی دائیں جانب ایک فاصلے پر ریجنل مشنری کو کھڑے دیکھا کہ مجھے اس آگ سے بچنے کیلئے اپنی طرف بلا رہے ہیں۔ اس پر میں مشنری صاحب کی طرف چلا جاتا ہوں اور وہ مجھے چند دعائیں سکھاتے ہیں جو میں دہراتا ہوں مگر مجھے یہ دعائیں یاد نہیں رہیں۔ اس خواب کے بعد اس امام کے دل میں کوئی شبہ باقی نہ رہا اور انہوں نے فوراً بیعت کر لی۔

سعید احمد صاحب کانگو برازاویل سے لکھتے ہیں کہ ایک نومبائع دوست رشید کوانگا صاحب نے بتایا کہ داؤد ماسامبا جو ہمارے معلم ہیں وہ ہمارے گاؤں میں تبلیغ کرنے کیلئے اکثر آیا کرتے تھے۔ میں اس کی باتیں سنتا تو مجھے سکون ملتا۔ میرے جو دوست احباب تھے، ان سے میں نے بات کی کہ کیوں نہ اس لڑکے کی بات کو مان لیا جائے اور جس طرف ہمیں بلاتا ہے ہم اس کو قبول کر لیں۔ مجھے اس کی باتیں بہت اچھی لگتی ہیں۔ لیکن میرے دوست کہتے کہ یہ مسلمان اسی طرح پھنساتے ہیں۔ یہ مسلمان نہیں تھے۔ پھسلا کر پھر جہاد کرواتے ہیں۔ ان کی باتوں میں نہ آنا۔ چونکہ ہم سب عیسائی تھے۔ میں ڈر بھی جاتا تھا۔ لیکن اس کی باتیں اور بائبل کے حوالے جو دکھاتا تھا، میرا دل اس کی طرف جھکتا تھا۔ میں اس کشمکش میں تھا کہ ایک دن خواب میں مجھے کسی نے کہا کہ جس طرف تمہیں یہ لڑکا بلاتا ہے۔ اُسی کی طرف چلے جاؤ کیونکہ وہاں پر ہی تم اطمینانِ قلب پاؤ گے۔ پھر یہی خواب مَیں نے تین دفعہ دیکھی کہ اس لڑکے کے پیچھے چلو۔ چنانچہ ایک دن جب یہ لڑکا دوبارہ آیا تو میں نے پوچھا کہ کس طرح اسلام میں داخل ہوتے ہیں، تو اُس نے مجھے بیعت فارم پڑھ کر سنایا اور اس طرح مَیں جماعت احمدیہ میں داخل ہو گیا۔ جب سے میں نے بیعت کی، میرے دل کو ایک عجیب سا اطمینان ہے جو کبھی پوری زندگی نہیں ملا۔ ان کی عمر ساٹھ سال کے قریب ہے۔ یہ بیس کلومیٹر کا سفر کر کے باقاعدگی سے جمعہ پڑھنے آتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ صرف مسلمانوں کی رہنمائی نہیں کر رہا بلکہ اس زمانے میں غیر مسلموں، عیسائیوں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کی بھی رہنمائی کر رہا ہے جو بھی حق کی تلاش میں ہیں۔ اور یہی واقعات ہیں جو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک منہ بولتا ثبوت ہیں۔

پھر اشرف عبدالفاطر خیال صاحب، یہ مصری ہیں لکھتے ہیں کہ قبولِ احمدیت سے قبل کے عرصے میں بڑی شدت کے ساتھ مجھے یہ احساس پیدا ہوا کہ آخر مسیح کا نزول اور امام مہدی کا ظہور کیوں نہیں ہو رہا۔ کہتے ہیں کیونکہ میں دیکھتا تھا کہ مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہو چکی ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں امّت تخلّف کا شکار ہے۔ دنیا کی طاقتور حکومتیں امتِ اسلامیہ اور اس کے اموال و دولت پر ٹوٹی پڑتی ہیں۔ ہر طرف سے مصائب و مشکلات اور ہر جانب سے شکست و ہزیمت کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے۔ آپس کے اختلافات کا شگاف اس قدر گہرا ہو گیا ہے کہ اتفاق و اتحاد کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی۔ مسلمانوں کے اخلاق تباہ ہو چکے ہیں۔ شر اور نفاق کا دَور دورہ ہے۔ دوسری طرف بعض مسلمان ابھی تک دین سے بے خبر اپنے نسب اور قوم پر فخر کرنے کو ہی سب کچھ سمجھ رہے ہیں۔ مجھے مسلمانوں کا اسلام کے ساتھ کوئی جوڑ دکھائی نہ دیتا تھا۔ وہ نمازیں تو پڑھتے ہیں لیکن نہ جانے وہ کیسی نمازیں ہیں جو مسجد سے نکلتے ہی اُنہیں لڑائی جھگڑے، چوری چکاری اور دیگر فحشاء و منکر سے نہیں روکتیں بلکہ مسجدوں کے اندر بھی ایسے جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ سب مصائب کے پہاڑ بھی مسیح کے نزول کیلئے کافی دلیل نہیں تو پھر اس سے زیادہ کی کیا توقع کی جائے تا مسیح نازل ہوں اور امام مہدی کا ظہور ہو اور ہم ان مصیبتوں سے چھٹکارا حاصل کریں۔ اگر اب بھی مسیح نے نہیں آنا تو پھر کب آنا ہے؟ اور کس نے اسلام کا دفاع کر کے اسکا غلبہ کل ادیان پر ثابت کرنا ہے۔ کہتے ہیں کہ 2007ء میں میرے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ NileSat پر ایک چینل ایسا کھلا ہے جو عیسائیوں کے ساتھ لائیو بات چیت کے پروگرام پیش کرتا ہے اور ان کے اعتراضات کا جواب دیتا ہے۔ چنانچہ اس دوست کے ذریعہ میرا ایم ٹی اے سے تعارف ہو گیا اور پھر میں اُس کا ہی ہو کر رہ گیا۔ کہتے ہیں سات ماہ تک ایم ٹی اے دیکھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہی لوگ سچے ہیں۔ پھر مختلف پروگراموں کے دوران مختلف کالرز کے ساتھ ان کے اخلاق اور محبت و رحمت کا سلوک اور سچائی کا پاس دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور جماعت کے عقائد پر اطلاع پانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا اور دل سے مطمئن ہو کر بیعت کرنے کیلئے تیار ہو گیا۔ یقیناً اگر دلیل ہو تو دل میں تبھی نرمی پیدا ہوتی ہے۔ اگر دلیل نہ ہو تو پھر ان نام نہاد علماء کی طرح ہی سوائے گالم گلوچ کے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کہتے ہیں جب مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت اور آپ کا فصیح و بلیغ اور معجزانہ عربی کلام پڑھا تو اس بات کی گواہی دینے پر مجبور ہو گیا کہ یہ کلام کسی شاعر کا نہیں۔ نہ اس میں کوئی جھوٹ ہے، نہ دھوکہ ہے بلکہ یہ سچا اور واضح بیان ہے۔ کہتے ہیں باوجود اس کے کہ میں نے بیعت کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے ہوئے یہی کہا تھا کہ مجھے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہی، پھر بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے خاص فضل سے ایک محبت بھرا رؤیا دکھا کر میری روح کی گہرائیوں تک صداقتِ احمدیت کو راسخ کر دیا جس سے مستقبل میں مجھے بہت بڑی بڑی مشکلات کو برداشت کرنے کا حوصلہ ملا۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مَیں اپنے دو دوستوں کے ساتھ جو اُن کے ساتھ تھے اور ایم ٹی اے دیکھا کرتے تھے بلکہ تعارف بھی کروایا تھا، ان دو ساتھیوں کے ساتھ درمیان میں کھڑا ہوں جبکہ ہمارے سامنے ایک ڈبہ خوشنما کاغذ اور رِبن میں لپٹا ہوا ہے، جیسے کسی کی طرف سے میرے لئے تحفہ کے طور پر بھیجا گیا ہو۔ میں ابھی اُس کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اس ڈبے کا رِبن خود بخود کھلنا شروع ہو گیا۔ پھر یہ ڈبہ کھلا اور اس میں سے ایک سفید کاغذ نکلا جس پر جلی حروف میں یہ عبارت لکھی تھی کہ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ اثْبُتْ وَاسْتَمِرّ یعنی تم حق پر ہو۔ اس پر ثابت قدمی اختیار کرو اور اسی نہج پر اپنا سفر جاری رکھو۔ کہتے ہیں مَیں یہ پڑھتے ہی اپنے ساتھیوں سے کہتا ہوں کہ دیکھا تم نے! میں نے نہیں کہا تھا کہ میں تمہیں حق کی طرف ہی بلاتا ہوں اور میں حق پر ہوں۔

واقعات تو بے شمار ہیں، یہ چند نمونے مَیں نے پیش کئے ہیں۔ جس طرح سو سال پہلے کا واقعہ ایمان میں مضبوطی پیدا کرتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور تائید الٰہی ہونے کا ثبوت دیتا ہے، اسی طرح آج بھی اللہ تعالیٰ کی تائید کے واقعات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر مہر ثبت کر رہے ہیں۔ کس طرح اللہ تعالیٰ دلوں کو پھر رہا ہے۔ حیرت انگیز واقعات ہیں اور یہ واقعات ہمارے دلوں کو نورِ یقین سے بھر رہے ہیں۔ یہ ظلم و ستم کی چکیاں جو ہم پر چلائی جا رہی ہیں، کیا یہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور تائید کے نظارے دیکھنے کے بعد ہمیں خوفزدہ کر سکتی ہیں؟ یقیناً نہیں۔ ہم نے اس آخری زمانے میں آنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو مانا ہے جس نے ہمیں پہلوں سے ملایا ہے۔ آلِ یاسرؓ کی قربانی جو چودہ سو سال پہلے ہوئی تھی، آج بھی ہمیں ایمان پر قائم رہنے کا عہد یاد دلا رہی ہے۔ چودہ سو سال پہلے کی حضرت بلالؓ کی تمام تکلیفوں کو برداشت کرتے ہوئے اَحد اَحد کی آواز آج بھی ہمیں ان مخالفتوں کو برداشت کرنے کا سبق دیتے ہوئے اپنے اصلی مقصد کی طرف بلا رہی ہے کہ ان ظلموں کے باوجود ہم توحید کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے اور اس کے قیام کے لئے اپنی کوششوں کو جو مسیح موعود کے ذریعہ مقدر ہیں کبھی ماند نہیں ہونے دیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

پہلوں نے تو ہم سے بہت زیادہ ظلم سہے تھے۔ ہم تو اُن کا عُشرِ عشیر بھی نہیں سَہہ رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی جماعت کو یہ خوشخبری دی ہوئی ہے کہ کامیابی تمہارا مقدر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر ہمیں یہ اطلاع دی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ غلبہ ہمیں ملنا ہے۔ پس ہمارا کام اُن کامیابیوں کو حاصل کرنے کیلئے خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرنا اور اُس سے جُڑے رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا ہے کہ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لو، وہ تمہارا مولیٰ ہے، پس کیا ہی اچھا مولیٰ ہے اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ سے تھی، ہے اور رہے گی۔ پاکستان یا بعض ملکوں میں جو ظلم اور زیادتیاں ہو رہی ہیں یہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن ہوا میں اُڑ جائیں گی۔ ہمارا کام ہے کہ اپنے مولیٰ کا دامن، اپنے اللہ کا دامن ہمیشہ پکڑے رہیں اور کبھی نہ چھوڑیں۔ کبھی اپنی وفا میں کمی نہ آنے دیں۔ کبھی اپنے ایمان میں کمزوری نہ آنے دیں۔ کبھی اپنی دعاؤں میں کمی نہ آنے دیں کہ یہی ہماری کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔ (دعا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 28 مارچ 2014)

……☆……☆……☆……

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)
Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
طالبِ دعا
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

میرے آنے کے دو مقصد ہیں، مسلمانوں کیلئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں اور دوسرا مقصد یہ کہ عیسائیوں کیلئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 31 جولائی 2020 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال جب عید اور جمعہ اکٹھے آجائیں تو اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ارشاد ملتا ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج عید بھی ہے اور جمعہ بھی۔ جب عید اور جمعہ ایک دن جمع ہو جائیں تو آنحضرتؐ کا یہ ارشاد ملتا ہے کہ جو لوگ چاہیں جمعے کے بجائے ظہر کی نماز ادا کرلیں۔

سوال حضور انور نے امیر صاحب یوکے کو نماز جمعہ کے متعلق کیا ہدایت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مَیں نے امیر صاحب کو کہا تھا کہ جو ظہر کی نماز پڑھنا چاہیں بے شک ظہر کی نماز باجماعت پڑھ لیں اور جمعہ نہ پڑھیں۔ آج کل کے حالات میں مسجد میں زیادہ لوگ جمع تو ہو نہیں سکتے۔ گھروں میں اگر فارغ ہیں تو پھر جمعہ جس طرح پہلے پڑھتے تھے اسی طرح اب بھی پڑھ لیں اور جن کی مصروفیت ہے وہ ظہر کی نماز بھی پڑھ سکتے ہیں۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے میں جب ایک مرتبہ عیدالاضحیٰ اور جمعہ ایک ساتھ آئے تو آپؓ نے کیا فرمایا؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہمارا رب کیسا سخی ہے کہ اس نے ہمیں دو دو عیدیں دی ہیں۔ رسول کریمؐ نے اجازت دی ہے کہ اگر کوئی مجبور ہو کر ظہر کی نماز پڑھ لے جمعہ نہ پڑھے تو دوسرے کو نہیں چاہیے کہ اس پر طعن کرے اور جنہیں دونوں نمازیں ادا کرنے کی توفیق ہو تو دوسرے کو نہیں چاہیے کہ ان پر اعتراض کرے اور کہے کہ انہوں نے رخصت سے فائدہ نہیں اٹھایا۔

سوال مخالفین احمدیت جماعت احمدیہ پر کیا الزام لگاتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہمارے مخالفین ہم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کو مان کر نعوذ باللہ آنحضرتؐ کے مقام و مرتبہ کو کم کرتے ہیں۔

سوال پاکستان میں مخالفین احمدیت نے کیا قرارداد پاس کروائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پاکستان میں ہمارے مخالفین اسمبلیوں میں یہ قراردادیں پاس کروا کر بڑا فخر کر رہے ہیں کہ دیکھو ہم نے آنحضرتؐ کے نام کے ساتھ خاتم النبیین کے لفظ کو لکھنا لازمی قرار دے کر آپؐ سے محبت کا اور آپؐ کے مقام کا کیسا زبردست اظہار کیا ہے۔

سوال حضور انور نے اس قرارداد کے متعلق کن خیالات کا اظہار فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر ان کے دل بھی حقیقت میں ان کی اس بات کی گواہی دے کر انہیں آنحضرتؐ کے اسوہ پر عمل کرنے والا بنا رہے ہیں تو یقیناً بڑی اچھی بات ہے لیکن ان کے عمل نے تو انہیں اُس سے کوسوں دُور کر دیا ہے جو تعلیم آپؐ نے دی تھی۔ اگر آنحضرتؐ کے زمانے میں واپس جا کر اس تعلیم اور اس اسوے کو اپنائیں جو آپؐ نے دی اور جس پر عمل کیا تو مسلمان مسلمانوں کی گردن کاٹنے والا نہ ہو۔

سوال حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاتم النبیین کے ادراک کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ مخالفین سمجھتے ہیں کہ انہوں نے خاتم النبیین کے لفظ کو لکھنا لازمی قرار دے کر عظیم کارنامہ انجام دے دیا ہے اور احمدیوں کے راستے میں کوئی روک کھڑی کر دی ہے۔ ان عقل کے اندھوں کو یہ نہیں پتا کہ احمدی تو سب سے زیادہ خاتم النبیینؐ کے مقام کا ادراک رکھتے ہیں اور یہ ہمیں حضرت مسیح موعودؑ نے دیا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کا کیا مقصد بیان فرمایا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کیلئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں۔ وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے اور دوسرا مقصد یہ کہ عیسائیوں کیلئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے۔ دنیا اس کو بالکل بھول جاوے اور خدائے واحد کی عبادت ہو۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے سلسلے کی ترقی کے متعلق کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: یاد رکھو میرا سلسلہ اگر نری دوکانداری ہے تو اس کا نام و نشان مٹ جائے گا لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اس کی طرف سے ہے تو ساری دنیا اس کی مخالفت کرے یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔ فرماتے ہیں اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے۔ تب بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہوگا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے کامل ایمان کے متعلق کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اور میری جماعت مسلمان ہے اور وہ آنحضرتؐ اور قرآن کریم پر اسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح پر ایک سچے مسلمان کو لانا چاہئے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا کیا مذہب بیان فرمایا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: میں ایک ذرّہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جس قدر تقرب الی اللہ پاسکتا ہے وہ صرف اور صرف آنحضرتؐ کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پاسکتا ہے ورنہ نہیں۔ آپؐ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حیات عیسیٰؑ کے عقیدے کی کیا قباحتیں بیان فرمائیں؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: میں ہرگز یقین نہیں کرتا کہ مسیح علیہ السلام اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر گئے ہوں اور اب تک زندہ قائم ہوں۔ اس لیے کہ اس مسئلہ کو مان کر آنحضرتؐ کی سخت توہین اور بے حرمتی ہوتی ہے۔ مَیں ایک لحظہ کے لیے اس ہجو کو گوارا نہیں کر سکتا۔ سب کو معلوم ہے کہ آنحضرتؐ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور مدینہ طیبہ میں آپؐ کا روضہ موجود ہے۔ اب اگر مسیح کی نسبت موت کا یقین کرنا بے ادبی ہے تو پھر مَیں کہتا ہوں کہ آنحضرتؐ کی نسبت یہ گستاخی اور بے ادبی کیوں یقین کر لی جاتی ہے؟

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کس خواہش کا اظہار فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: اگر آنحضرتؐ اب تک زندہ رہتے تو ہرج نہ تھا اس لیے کہ آپؐ وہ عظیم الشان ہدایت لے کر آئے تھے جسکی نظیر دنیا میں پائی نہیں جاتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود کی جس قدر ضرورت دنیا اور مسلمانوں کو تھی اس قدر ضرورت مسیح کے وجود کی نہیں تھی۔

سوال آنحضرتؐ کی وفات کے وقت صحابہؓ کی کیا حالت تھی؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: جب آپؐ نے وفات پائی تو صحابہ کی یہ حالت تھی کہ وہ دیوانے ہو گئے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے تلوار میان سے نکال لی اور کہا کہ اگر کوئی آنحضرتؐ کو مردہ کہے گا تو میں اس کا سر جدا کر دوں گا۔

سوال صحابہؓ کو اس حالت میں پا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا کِیا؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: اِس جوش کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکرؓ کو ایک خاص نور اور فراست عطا کی۔ انہوں نے سب کو اکٹھا کیا اور خطبہ پڑھا۔ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رسول ہیں اور آپؐ سے پیشتر جس قدر رسول آئے وہ سب وفات پا چکے ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام و مرتبہ بیان فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا۔ وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالَم کا عالَم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور زکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔

......☆......☆......☆......

غزوہ احد کے حالات اور جاں نثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی قربانیوں کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 11/جولائی 2003 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں کون سی آیت تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران کی آیت وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ۔ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ تلاوت فرمائی۔

سوال حضور انور نے اس آیت کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اور (یاد کر) جب تُو صبح اپنے گھر والوں سے مومنوں کو (ان کی) لڑائی کے ٹھکانوں پر بٹھانے کی خاطر الگ ہوا۔ اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

سوال یہ آیت کریمہ کس بارے میں ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ آیت جنگ اُحد کے حالات کے بارہ میں ہے۔

سوال جنگ احد میں مسلمانوں سے کیا غلطیاں ہوئیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس میں مسلمانوں سے یہ غلطیاں ہوئیں کہ ابتدائی طور پر تو آنحضرتؐ کی مرضی کے خلاف بعض نوجوان صحابہ کا مدینہ سے باہر نکل کر جنگ کرنے کا مشورہ تھا۔ پھر جنگ کے میدان میں جب ایک درہ کی حفاظت کے لئے آپ نے پچاس تیر اندازوں کو بٹھایا تو انہوں نے یہ دیکھتے ہوئے کہ لڑائی کا پانسا مسلمانوں کی طرف پلٹ گیا ہے اور فتح نصیب ہو رہی ہے، مال غنیمت کے لالچ میں نافرمانی کرتے ہوئے جگہ چھوڑی اور مسلمانوں کو نقصان ہوا۔

سوال جنگ احد میں مسلمان آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے طفیل کن خطرناک نتائج سے محفوظ رہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی دعاؤں کو سنا اور ایسے حالات میں، جب درہ پر بیٹھے ہوئے صحابہ نے نافرمانی کرتے ہوئے وہ جگہ چھوڑی اور پھر کفار نے دوبارہ پلٹ کر حملہ کیا تو جو نتیجہ اس صورت میں نکلنا چاہئے وہ بہت بھیانک ہونا چاہئے لیکن یہ دعائیں ہی تھیں جن کی وجہ سے جس طرح دشمن فتح حاصل کرنا چاہتا تھا اس کو فتح نصیب نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس زمانہ میں جنگوں میں جو رواج تھا کہ مال غنیمت اکٹھا کیا جاتا تھا اور اَور بہت سی لوٹ کھسوٹ ہوتی تھی وہ کچھ بھی نہ کر سکے۔

سوال حضرت امام فخر الدین رازیؒ نے آیت کریمہ وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ کی کیا تشریح بیان فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں: وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ اس سے پہلے اللہ نے فرمایا ہے کہ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا کہ اگر تم صبر کرو گے اور تقویٰ پر قائم رہو گے تو ان کی تدبیریں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت اور مدد کی یہ سنت بیان فرمائی ہے۔ لیکن اُحد کے دن مسلمانوں کی تعداد کافی تھی لیکن جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی نافرمانی کی تو شکست سے دوچار ہوئے جبکہ بدر کے موقع پر باوجود تھوڑے ہونے کے مسلمانوں نے آنحضرتؐ کی اطاعت کی اور دشمن پر غالب آ گئے۔

سوال جنگ بدر سے بھاگتے ہوئے کفار کے لشکر نے کیا اعلان کیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: کفار کے لشکر نے بدر کے میدان سے بھاگتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ اگلے سال ہم دوبارہ مدینہ پر حملہ کریں گے اور اپنی شکست کا مسلمانوں سے بدلہ لیں گے۔ چنانچہ ایک سال کے بعد وہ پھر بھر پور تیاری کر کے مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔

سوال جنگ بدر میں شکست کے بعد مکہ والوں کے غصہ کا کیا حال تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بدر کی جنگ کے بعد انہوں نے یہ اعلان کر دیا کہ کسی شخص کو اپنے مُردوں پر رونے کی اجازت نہیں اور جو تجارتی قافلے آئیں گے ان کی آمد آئندہ جنگ کے لئے محفوظ رکھی جائے گی۔

سوال جب کفار کا لشکر مدینہ پر حملہ آور ہوا تو آنحضرتؐ نے مسلمانوں سے کیا مشورہ مانگا اور انہوں نے کیا جواب دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول اللہؐ نے صحابہ سے مشورہ لیا کہ آیا ہمیں شہر میں ٹھہر کر مقابلہ کرنا چاہئے یا باہر نکل کر آپؐ کا اپنا خیال یہی تھا کہ دشمن کو حملہ کرنے دیا جائے تا کہ جنگ کی ابتداء کا بھی وہی ذمہ دار ہو اور مسلمان اپنے گھروں میں بیٹھ کر اس کا مقابلہ آسانی سے کر سکیں۔ لیکن وہ مسلمان جنہیں بدر کی جنگ میں شامل ہونے کا موقع نہیں ملا تھا انہوں نے اصرار کیا کہ ہمیں شہادت سے کیوں محروم رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے ان کی بات مان لی۔

سوال آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو اپنی کیا خواب سنائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے فرمایا کہ خواب میں مَیں نے ایک گائے دیکھی ہے اور میری تلوار کا سرا ٹوٹ گیا ہے اور مَیں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ وہ گائے ذبح کی جا رہی ہے۔ اور پھر یہ کہ مَیں نے اپنا ہاتھ تو ایک مضبوط اور محفوظ زرہ کے اندر ڈالا ہے اور مَیں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ مَیں ایک مینڈھے کی پیٹھ پر سوار ہوں۔

سوال آنحضورؐ نے اس خواب کی کیا تعبیر بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے فرمایا گائے کے ذبح ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ میرے بعض صحابہ شہید ہوں گے اور تلوار کا سرا ٹوٹنے سے مراد یہ ہے کہ میرے عزیزوں میں سے کوئی اہم وجود شہید ہوگا یا شاید مجھے ہی اس مہم میں کوئی تکلیف پہنچے اور زرہ کے اندر ہاتھ ڈالنے کی تعبیر مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا مدینہ میں ٹھہرنا زیادہ مناسب ہے اور مینڈھے پر سوار ہونے والے خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ کفار کے لشکر کے سردار پر ہم غالب آئیں گے یعنی وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔

سوال جب صحابہ نے اپنی رائے پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے حضورؐ سے عرض کیا کہ آپؐ کا مشورہ ہی صحیح ہے تو حضورؐ نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب آپؐ باہر نکلے تو نوجوانوں کو اپنے دلوں میں ندامت محسوس ہوئی اور انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! جو آپ کا مشورہ ہے وہی صحیح ہے۔ ہمیں مدینہ میں ٹھہر کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ آپؐ نے فرمایا: خدا کا نبی جب زرہ پہن لیتا ہے تو اتارا نہیں کرتا۔ اب خواہ کچھ ہو ہم آگے ہی جائیں گے۔ اگر تم نے صبر سے کام لیا تو خدا کی نصرت تم کو مل جائے گی۔

سوال کفار کے مقابلہ پر مسلمانوں کی تعداد اور جنگی ساز و سامان کی کیا حالت تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب آپؐ مدینہ سے کچھ فاصلہ پر پہنچے تو عبداللہ بن ابی بن سلول اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر یہ کہتے ہوئے واپس لوٹ گیا کہ اب یہ لڑائی نہیں رہی یہ تو ہلاکت کے منہ میں جانا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان صرف سات سو رہ گئے جو تعداد میں کفار کی تعداد سے چوتھے حصے سے بھی کم تھے اور سامانوں کے لحاظ سے اور بھی کمزور۔ کیونکہ کفار میں سات سو زرہ پوش تھا اور مسلمانوں میں صرف ایک سو زرہ پوش اور کفار میں دو سو گھوڑ سوار تھا مگر مسلمانوں کے پاس دو گھوڑے تھے۔

سوال اُحد مقام پر پہنچ کر آنحضورؐ نے سب سے پہلے کیا حفاظتی قدم اٹھایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ نے عبداللہ بن جبیرؓ کو پچاس فوجیوں کے ایک دستے کا امیر مقرر کیا اور ایک پہاڑی درّہ پر انہیں متعین کیا اور فرمایا: اگر تم دیکھو کہ ہمیں پرندے اُچک کر لے جا رہے ہیں اور ہمارے گوشت کھا رہے ہیں تو بھی تم نے اس درّہ کو نہیں چھوڑنا جہاں مَیں تمہیں مقرر کر رہا ہوں۔ اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے دشمن کو شکست دیدی ہے اور ہم انہیں رگیدے چلے جا رہے ہیں تب بھی تم نے اس وقت تک اس جگہ کو نہیں چھوڑنا جب تک کہ مَیں تمہیں واپس چلے آنے کا پیغام نہ بھجواؤں۔

سوال جب مسلمانوں کو فتح نصیب ہو گئی تو درہ والوں نے کیا کیا اور اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب مسلمانوں نے کفار کو شکست دیدی تو عبداللہ بن جبیرؓ کے دستے نے یہ دیکھ کر کہا: اب کس بات کا انتظار ہے، مسلمان فتحیاب ہو گئے ہیں، ہمیں بھی چلنا چاہئے۔ عبداللہ بن جبیرؓ نے جواب دیا: کیا تم آنحضرتؐ کا یہ ارشاد بھول گئے ہو کہ جب تک مَیں واپسی کا پیغام نہ بھیجوں، تم نے اس جگہ کو نہیں چھوڑنا۔ لیکن لوگوں نے کہا کہ فتح تو ہو چکی ہے، اب ہمیں بھی غنیمت سمیٹنے میں شامل ہونا چاہئے۔ چنانچہ وہ درّہ چھوڑ کر نیچے آ گئے لیکن اس غلطی کو جب دشمن نے دیکھا کہ درّہ خالی ہے تو وہ پلٹا اور درّے میں سے ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔ اس وجہ سے مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی۔

سوال جنگ احد میں کتنے صحابہ شہید ہوئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس جنگ میں ۷۰ کے قریب صحابہؓ شہید ہو گئے۔

سوال جب آنحضرتؐ اپنے صحابہ کے ساتھ احد کے دامن میں پناہ گزین ہوئے اور ابوسفیان نے اعل ھبل کا نعرہ مارا تو آپؐ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضورؐ نے صحابہ سے فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہم کیا جواب دیں؟ حضورؐ نے فرمایا: تم کہو اَللّٰہُ اَعۡلٰی وَ اَجَلُّ اللہ ہی سب سے اعلیٰ اور سب سے بڑا ہے۔ ابوسفیان نے نعرہ لگایا: لَنَا الۡعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمۡ ہمیں عزیٰ بت کی مدد حاصل ہے اور تمہیں کسی دیوی کی مدد حاصل نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا: جواب دو۔ صحابہؓ نے عرض کیا جواب میں ہم کیا کہیں؟ آپؐ نے فرمایا: کہو اَللّٰہُ مَوۡلَانَا وَلَا مَوۡلٰی لَکُمۡ۔ اللہ ہمارا مولیٰ اور ہمارا آقا ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔

سوال جب دشمن آنحضرتؐ پر تیر برسا رہا تھا تو صحابہ نے کس جانفشانی کا نمونہ دکھایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: کفار نے شدت کے ساتھ اس مقام پر حملہ کیا جہاں رسول کریمؐ تھے۔ یکے بعد دیگرے صحابہؓ آپؐ کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جانے لگے۔ علاوہ شمشیر زنوں کے تیر انداز اونچے ٹیلوں پر کھڑے ہو کر رسول کریمؐ کی طرف بے تحاشہ تیر مارتے تھے۔ اس وقت طلحہ نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ کے آگے کر دیا۔ تیر کے بعد تیر جو نشانے پر گرتا تھا وہ طلحہؓ کے ہاتھ پر گرتا تھا۔ مگر جانباز اور وفادار صحابیؓ اپنے ہاتھ کو کوئی حرکت نہیں دیتا تھا۔ اس طرح تیر پڑتے گئے اور طلحہؓ کا ہاتھ زخموں کی شدت کی وجہ سے بالکل بے کار ہو گیا اور صرف ایک ہی ہاتھ ان کا باقی رہ گیا۔ ☆☆

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 10115: مَیں ناصر علی عثمان ولد مکرم محمد عمر علی صاحب درویش مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیوٹ ملازمت عمر 54 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: 10 اوک فیلڈ کلوز گلنمائر کورک (آئرلینڈ) موجودہ پتا: D-16 احمدیہ کالونی ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/مئی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 31 مرلہ بمقام کاہلواں، زمین 8.5 مرلہ بمقام سول لائن (قادیان)، میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 1400 یورو ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ملک منصور العبد: ناصر علی عثمان گواہ: اعجاز احمد

مسل نمبر 10116: مَیں محمد دانش ولد مکرم محمد صالح صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 22 سال تاریخ بیعت 2000، ساکن حلقہ باب الابواب ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7/جولائی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: کلیم احمد العبد: محمد دانش گواہ: رضوان احمد بھٹی

مسل نمبر 10117: مَیں حسینہ بیگم زوجہ مکرم فدا حسین صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 72 سال تاریخ بیعت 2000، ساکن حلقہ باب الابواب ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26/اکتوبر 2019 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ -/450 روپئے ماہوار اور خدمت خلق سے وظیفہ ماہوار -/3000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد دانش الامۃ: حسینہ بیگم گواہ: کلیم احمد

مسل نمبر 10118: مَیں عفیفہ تبسم اقبال زوجہ مکرم آصف اقبال صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 30 سال پیدائشی احمدی، ساکن طاہرہ منزل (وارڈ نمبر 6) بھنگواں روڈ (سول لائن) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12/جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 4 تولہ 22 کیریٹ، حق مہر -/1,50,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: آصف اقبال الامۃ: عفیفہ تبسم اقبال گواہ: سید عبدالمومن

مسل نمبر 10119: مَیں محمودہ بیگم زوجہ مکرم سلیم احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 55 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ کاہلواں ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19/جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 2 بیگھا بمقام امیٹھہ اتر پردیش، زیور طلائی: بالی 2 گرام، ناک کا پھول 1 گرام (ہر دو زیورات 22 کیریٹ) حق مہر -/800 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جائیداد ماہوار 833 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد حبیب اللہ الامۃ: محمودہ بیگم گواہ: پی سکندر باشاہ

مسل نمبر 10120: مَیں حارث احمد خان ولد مکرم اسلم احمد خان صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ دار البرکات ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10/جولائی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”بار بار قرآن شریف کو پڑھو اور تمہیں چاہئے کہ بُرے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ اور پھر خدا کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ ان بدیوں سے بچتے رہو۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 656)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ ترپورہ، صوبہ تامل ناڈو)

صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید عبدالمومن العبد: حارث احمد خان گواہ: خلیق احمد خان

مسل نمبر 10121: مَیں لقمان احمد ولد مکرم قدیر احمد بھٹی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ دار البرکات (محلہ پرتاپ نگر) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 10/جولائی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: پی سکندر باشاہ العبد: لقمان احمد گواہ: سید عبدالمومن

مسل نمبر 10122: مَیں سرمد احمد ولد مکرم پی سکندر حسین باشاہ صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی، ساکن قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 19/اپریل 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: پی سکندر باشاہ العبد: سرمد احمد گواہ: رستم احمدی

مسل نمبر 10123: مَیں فراز احمد ولد مکرم پی سکندر حسین باشاہ صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 15 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ محمود (سمرقند ہاؤس) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 13/جولائی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: پی سکندر حسین باشاہ العبد: فراز احمد گواہ: مبارکہ بیگم

مسل نمبر 10124: مَیں وارث ولد مکرم رفیق محمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 29 سال تاریخ بیعت 2001، ساکن حلقہ ننگل باغبانہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 20/جولائی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/7500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد خالد العبد: وارث گواہ: صہیب احمد آصف

مسل نمبر 10125: مَیں رضوان احمد باجوہ ولد مکرم لقمان احمد باجوہ صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 28 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ ننگل باغبانہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 21/جولائی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/4000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: صہیب احمد آصف العبد: رضوان احمد باجوہ گواہ: خالد احمد ملکانہ

مسل نمبر 10126: مَیں عمران احمد باجوہ ولد مکرم لقمان احمد باجوہ صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 30 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ ننگل باغبانہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 21/جولائی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/4000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: صہیب احمد آصف العبد: عمران احمد باجوہ گواہ: خالد احمد ملکانہ

مسل نمبر 10127: مَیں سمیرا زوجہ مکرم رضوان احمد باجوہ صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 25 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ ننگل باغبانہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 22/جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک کانٹے اور ہارسیٹ 2 تولہ، ناک کا لونگ 0.250 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی 2 پائل 3 گرام، حق مہر -/70,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: صہیب احمد آصف الامۃ: سمیرا گواہ: محمد خالد ملکانہ

مسل نمبر 10128: مَیں عظمیٰ زوجہ مکرم عمران احمد باجوہ صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 23 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ ننگل باغبانہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 22/جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک جوڑی کانٹے اور ایک ہار 2 تولہ، ایک لانگ 0.250 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی: 2 انگوٹھی 4 تولہ، 2 پائل 3 تولہ، حق مہر -/70,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: صہیب احمد آصف الامۃ: عظمیٰ گواہ: محمد خالد ملکانہ

مسل نمبر 10129: مَیں اعجاز احمد ولد مکرم سلطان احمد صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیلر عمر 66 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ باب الابواب ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 20/جولائی 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/3000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد خالد العبد: اعجاز احمد گواہ: صہیب احمد آصف

مسل نمبر 10130: مَیں ستارہ بیگم بنت مکرم لیاقت علی ملکانہ صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 34 سال پیدائشی احمدی، ساکن ننگل باغبانہ ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 18/اگست 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک جوڑی بالی 2.660 گرام، ایک جوڑی ٹاپس 2.150 گرام۔ میرا گزارہ آمد -/1300 روپئے ماہوار ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد ذکریا سین الامۃ: ستارہ بیگم گواہ: سعادت اللہ

مسل نمبر 10131: مَیں زینبہ پی اے زوجہ مکرم عبدالجلیل پی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 47 سال پیدائشی احمدی، ساکن Pottekkaattil ہاؤس (امبالہ وایال) ضلع وایاناڈ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 8/دسمبر 2019 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 3 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ابوبکر الامۃ: پی اے زینبہ گواہ: پی اے عبدالجلیل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود
اِنِّیۡ مُہِیۡنٌ مَّنۡ اَرَادَ اِہَانَتَکَ (تذکرہ، صفحہ 27)
یعنی مَیں اس کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا
(الہام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)
Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-20 Vol. 69 Thursday 17 - September - 2020 Issue. 38

MANAGER
NAWAB AHMAD
Mobile : +91 94170 20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11 ستمبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج جن صحابی کا میں ذکر کروں گا وہ ہیں حضرت بلال بن رباح۔ حضرت بلال امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ حضرت بلال کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ حضرت بلال کا رنگ گندم گوں سیاہی مائل تھا۔ دبلا پتلا جسم تھا سر کے بال گھنے تھے اور رخساروں پر گوشت بہت کم تھا۔ حضرت بلال نے متعدد شادیاں کیں۔ ان کی بعض بیویاں عرب کے نہایت شریف اور معزز گھرانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کی ایک بیوی کا نام ہالہ بنت عوف تھا جو حضرت عبدالرحمن بن عوف کی ہمشیرہ تھیں۔ حضرت بلال کے ایک بھائی تھے جن کا نام خالد تھا اور ایک بہن تھیں جن کا نام غفیرہ تھا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا بلال سابق الحبشہ ہیں یعنی اہل حبشہ میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ حضرت بلال جب اسلام لائے تو ان کو عذاب دیا جاتا تھا تا کہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں مگر انہوں نے ان لوگوں کے سامنے کبھی وہ کلمہ ادا نہ کیا جو وہ چاہتے تھے یعنی اللہ تعالیٰ کا انکار کرنا۔ جب لوگ حضرت بلال کے عذاب دینے میں سختی کرتے تو حضرت بلال احد احد کہتے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت بلال ایمان لائے تو حضرت بلال کو ان کے مالکوں نے پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور ان پر سنگریزے اور گائے کی کھال ڈال دی اور کہنے لگے تمہارا ربّ لات اور عُزّیٰ ہے مگر آپ احد احد ہی کہتے تھے۔ ان کے مالکوں کے پاس حضرت ابوبکر آئے اور کہا کہ کب تک تم اس شخص کو تکلیف دیتے رہو گے۔ حضرت ابوبکر نے حضرت بلال کو سات اوقیہ میں خرید کر انہیں آزاد کر دیا۔ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے یعنی دوسواسّی درہم میں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے سات ایسے غلاموں کو آزاد کروایا جنہیں تکالیف دی جاتی تھیں۔ ان میں سے حضرت بلال اور حضرت عامر بن فہیرہ شامل تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر کہا کرتے تھے کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلال کو آزاد کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: جب خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو مدینہ میں امن دیا جب وہ آزادی سے عبادت کرنے کے قابل ہو گئے تو رسول کریمؐ نے بلال کو اذان دینے کیلئے مقرر کیا۔ یہ حبشی غلام جب اذان میں اشھد ان لا الہ الا اللہ کے بجائے اسھد ان لا الہ الا اللہ کہتا تو مدینہ کے لوگ جو اسکے حالات سے ناواقف تھے ہنسنے لگ جاتے۔ ایک دفعہ رسول کریمؐ نے ان لوگوں کو بلال کی اذان پر ہنستے ہوئے پایا تو آپؐ لوگوں کی طرف مڑے اور کہا تم بلال کی اذان پر ہنستے ہو مگر خدا تعالیٰ عرش پر اس کی اذان سن کر خوش ہوتا ہے۔ آپ کا اشارہ اسی طرف تھا کہ تمہیں تو یہ نظر آتا ہے کہ یہ شین نہیں بول سکتا مگر شین اور سین میں کیا رکھا ہے خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ جب تپتی ریت پر ننگی پیٹھ کے ساتھ اس کو لٹا دیا جاتا تھا اور اسکے سینے پر ظالم اپنی جوتیوں سمیت کودا کرتے تھے اور پوچھتے تھے کہ کیا اب بھی سبق آیا ہے یا نہیں تو یہ ٹوٹی پھوٹی زبان میں احد احد کہہ کر خدا تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرتا رہتا تھا اور اپنی وفاداری اپنی توحید کے عقیدے اور اپنے دل کی مضبوطی کا ثبوت دیتا تھا۔ پس اسکا اسھد بہت سے لوگوں کے اشھد سے زیادہ قیمتی تھا۔

حضرت بلال کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے آپ نے اس وقت اسلام کا اعلان کیا جب صرف سات آدمیوں کو اسکے اعلان کی توفیق ہوئی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ حضرت بلالؓ کے اول زمانے میں ایمان لانے کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خبابؓ جو السابقون الاولون صحابہ میں سے تھے اور جن کے متعلق یہ اختلاف ہے کہ انہوں نے پہلے بیعت کی یا بلال نے کیونکہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ ایک غلام اور ایک حُر نے مجھے سب سے پہلے قبول کیا تھا۔ بعض لوگ اس سے حضرت بلال اور حضرت ابوبکر مراد لیتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر اور حضرت خباب ہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے سیرت خاتم النبیین میں حضرت بلال کی تکالیف کا ذکر کرتے ہوئے جو بیان فرمایا ہے وہ اس طرح ہے کہ بلال بن رباح امیہ بن خلف کے ایک حبشی غلام تھے۔ امیہ ان کو دوپہر کے وقت جبکہ اوپر سے آگ برستی تھی اور مکہ کا پتھریلا میدان بھٹی کی طرح تپتا تھا باہر لے جاتا اور ننگا کر کے زمین پر لٹا دیتا اور بڑے بڑے گرم پتھر ان کے سینے پر رکھ کر کہتا لات اور عزی کی پرستش کرو اور محمد سے علیحدہ ہو جاؤ ورنہ اسی طرح عذاب دے کر ماردوں گا۔ بلال زیادہ عربی نہ جانتے تھے۔ بس صرف اتنا کہتے احد احد یعنی اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ ایک ہی ہے۔ اور یہ جواب سن کر امیہ اور تیز ہو جاتا اور ان کے گلے میں رسہ ڈال کر انہیں شریر لڑکوں کے حوالے کر دیتا اور وہ ان کو مکہ کی پتھریلی گلی کوچوں میں گھسیٹتے پھرتے جس سے ان کا بدن خون سے تربتر ہو جاتا مگر ان کی زبان پر سوائے احد احد کے اور کوئی لفظ نہ آتا۔ حضرت ابوبکر نے ان پر یہ جوروستم دیکھا تو ایک بڑی قیمت پر خرید کر انہیں آزاد کر دیا۔

حضرت بلال جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپ نے حضرت سعد بن خیثمہ کے گھر قیام کیا۔ رسول اللہؐ نے حضرت بلال کی مؤاخات حضرت عبیدہ بن حارث سے کروائی جبکہ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ نے حضرت بلال کی مؤاخات حضرت ابورویحہ خیثمی سے کروائی۔

طبقات الکبریٰ میں لکھا ہے حضرت بلال رسول اللہؐ کے ساتھ بدر احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ غزوہ بدر میں حضرت بلال نے امیہ بن خلف کو قتل کیا جو اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا اور حضرت بلال کو اسلام لانے پر دکھ دیا کرتا تھا۔ امیہ بن خلف کے قتل کا واقعہ صحیح بخاری میں بیان ہوا ہے جسے خبیب بن اساف کے ذکر میں میں پہلے بیان کر چکا ہوں تاہم یہاں بھی کچھ بیان کر دیتا ہوں۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں کہ میں امیہ بن خلف اور اسکے بیٹے کو لے کر چل رہا تھا کہ اچانک حضرت بلال نے امیہ کو میرے ساتھ دیکھ لیا۔ حضرت بلال امیہ کو دیکھتے ہی بولے۔ کافروں کا سردار امیہ بن خلف یہاں ہے۔ اگر یہ بچ گیا تو سمجھو میں نہیں بچا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے کہا تم میرے قیدیوں کے بارے میں ایسا کہہ رہے ہو۔ حضرت بلال نے بار بار یہی کہا اور میں بھی ہر بار یہی کہتا رہا کہ یہ میرے قیدی ہیں۔ حضرت بلال بلند آواز سے چلائے انہوں نے آواز دی اور شور مچایا کہ اے اللہ کے انصار یہ کافروں کا سردار امیہ بن خلف ہے اگر یہ بچ گیا تو سمجھو میں نہیں بچا اور بار بار ایسا کہا۔ حضرت عبدالرحمن کہتے ہیں کہ یہ سن کر انصاری دوڑ پڑے اور انہوں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا پھر حضرت بلال نے تلوار سونت کر امیہ کے بیٹے پر حملہ کیا جسکے نتیجہ میں وہ نیچے گر گیا امیہ نے اس پر خوف کی وجہ سے ایسی بھیانک چیخ ماری کہ ایسی چیخ میں نے کبھی نہیں سنی تھی۔ اسکے بعد انصاریوں نے ان دونوں کو تلواروں کے وار سے کاٹ ڈالا۔

ایک روایت میں یہ آتا ہے کہ حضرت بلال رسول اللہؐ کے سیکرٹری یا خزانچی بھی تھے۔ حضرت بلال رسول اللہؐ کی ساری زندگی میں ان کیلئے سفر و حضر میں مؤذن رہے اور آپ اسلام میں پہلے شخص تھے جنہوں نے اذان دی۔

اذان کی ابتدا کیسے ہوئی؟ اس کے متعلق حضور انور نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن زید کہتے ہیں کہ مَیں نے خواب میں ایک آدمی دیکھا جس پر دو سبز کپڑے تھے اور وہ آدمی ناقوس اٹھائے ہوئے تھا میں نے اس کو خواب میں ہی کہا اے اللہ کے بندے تم یہ ناقوس فروخت کرو گے؟ اس نے کہا تم اس سے کیا کرو گے۔ میں نے کہا میں اسکے ذریعہ نماز کیلئے بلایا کروں گا۔ اس نے کہا کیا میں تجھے اس سے بہتر نہ بتاؤں۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ پھر اس نے اذان کے الفاظ سنائے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زید نکلے اور وہ رسول اللہؐ کے پاس آئے اور حضورؐ کو اپنی رؤیا بتائی۔ رسول اللہؐ نے صحابہ سے فرمایا تمہارے دوست نے رؤیا دیکھی ہے۔ پھر عبداللہ بن زید کو ارشاد فرمایا تم بلال کے ساتھ مسجد جاؤ اور اسے یہ کلمات بتاتے جاؤ اور وہ ان کو بلند آواز سے پکاریں کیونکہ تمہاری نسبت وہ زیادہ بلند آواز والے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زید نے کہا کہ میں بلال کے ساتھ مسجد کی طرف گیا اور میں انہیں یہ کلمات بتاتا جاتا اور وہ بلند آواز کے ساتھ پکارتے جاتے۔ جب بلال نے ان الفاظ میں پہلی دفعہ اذان دی تو حضرت عمر اسے سن کر جلدی جلدی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آج جن الفاظ میں بلال نے اذان دی ہے بعینہ یہی الفاظ میں نے بھی خواب میں دیکھے ہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب آنحضرتؐ نے اذان کے الفاظ سنے تو فرمایا کہ اسی کے مطابق وحی بھی ہو چکی ہے۔ الغرض اس طرح موجودہ اذان کا طریقہ جاری ہو گیا۔ یہ طریق ایسا مبارک اور دلکش ہے کہ کوئی دوسرا طریق اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ گویا ہر روز پانچ وقت اسلامی دنیا کے ہر شہر اور ہر گاؤں میں ہر مسجد سے خدا کی توحید اور محمد رسول اللہ کی رسالت کی آواز بلند ہوتی ہے اور اسلامی تعلیمات کا خلاصہ نہایت خوبصورت اور جامع الفاظ میں لوگوں تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

موسیٰ بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال جب اذان دے کر نبی کریمؐ کو اطلاع دینا چاہتے تو آپؐ کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور کہتے حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح۔ الصلوٰۃ یا رسول اللہ یعنی نماز کیلئے آیئے فلاح و کامیابی کیلئے آیئے۔ نماز یا رسول اللہ۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز کیلئے نکلتے اور حضرت بلال دیکھ لیتے تو اقامت شروع کر دیتے۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت بلال سے روایت ہے کہ وہ نماز فجر کی اطلاع دینے کیلئے نبیؐ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان سے کہا گیا کہ نبی کریمؐ سوئے ہوئے ہیں تو حضرت بلال نے کہا الصلوٰۃ خیر من النوم۔ الصلوٰۃ خیر من النوم۔ پھر فجر کی اذان میں ان کلمات کا اضافہ کر دیا گیا اور یہی طریق قائم ہو گیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اے بلال یہ کتنے عمدہ کلمات ہیں تم اپنی فجر کی اذان میں شامل کر لو۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل مرحومین کے اوصاف حمیدہ بیان کئے: عزیزم رؤوف بن مقصود جونیئر آف بلجیم طالب علم جامعہ احمدیہ یو.کے، مکرم ظفر اقبال قریشی صاحب کا جو سابق نائب امیر ضلع اسلام آباد، آنریبل کابینے کا واجا کاٹا صاحب سینیگال اور مکرم مبشر لطیف صاحب آف پاکستان حال کینیڈا سپریم کورٹ پاکستان کے وکیل تھے۔ حضور انور نے مرحومین کیلئے درجات کی بلندی اور مغفرت کی دعا کی اور فرمایا کہ نماز جمعہ کے بعد ان سب کی نماز جنازہ غائب بھی ہوگی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad